جامعہ دارالعلوم کراچی

کا ترجمان

ماہنامہ

# البلاغ

ذوالحجۃ 1445ھ | جولائی 2024ء

بانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

CamScanner

15 مجلّداً كاملة

# ميزات هامة للمدونة الجامعة

## من أوسع وأضخم أعمال الحديث النبوي ﷺ

تحت إشراف

سماحة الشيخ المفتي والمحدث محمد تقي العثماني حفظه الله تعالى

بجامعة دار العلوم كراتشي باكستان

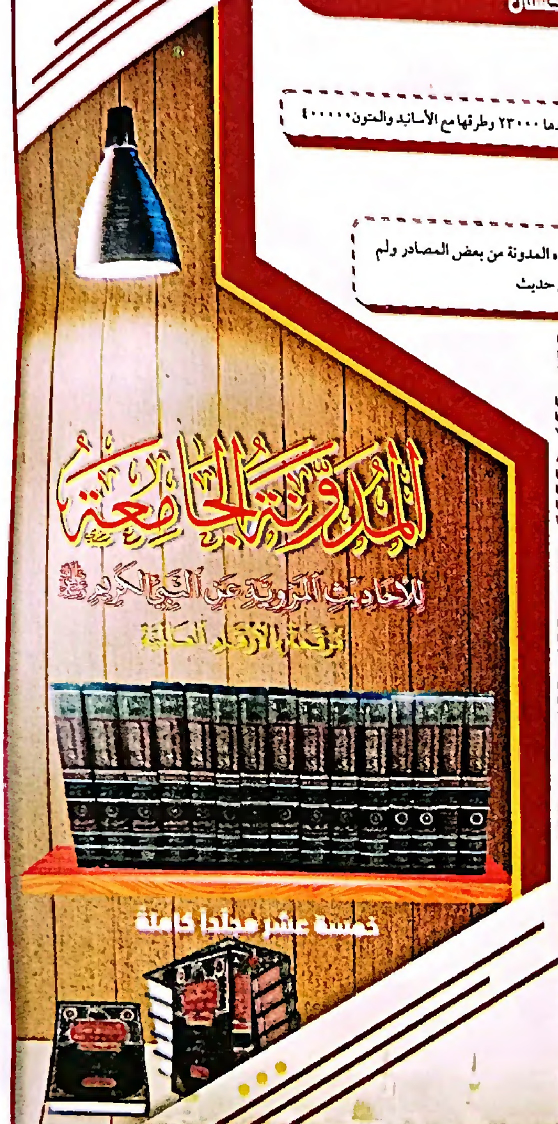


- أول مجموعة كاملة لجميع الأحاديث النبوية المرفوعة على صاحبها الصلاة والسلام عدد الأحاديث المرفوعة٢١٠٠٠ شواهدها ٢٣٠٠٠ وطرقها مع الأسانيد والمتون٤٠٠٠٠٠
- مع التبويب الفقهي على موضوعات الجوامع والسنن
- التخريج الكامل لجميع الأحاديث المرفوعة إثباتا ونفيا في ثمانين مصدرا حديثيا مسندا. فلو خرّج حديث في هذه المدونة من بعض المصادر ولم يخرّج مما سواه فمعناه أنه لم يورد فيه، فلا يحتاج بعده إلى بذل الجهود في تخريج أي حديث
- جمع الزوائد على الكتب الثمانين من أكثر من ألفي مصدر حديثي مسند
- أضخم مجموعة تضم جميع أحاديث الباب تحت موضوع واحد المنتشر في مئات من الكتب
- الترقيم العالمي للأحاديث المرفوعة نسبة إلى النبي صلى الله عليه وسلم بدون واسطة كتاب حديثي أول مرة في العالم فيمكن الآن العزو إلى الأحاديث برقمها فقط
- ذكر الحكم على كل حديث من الصحة والحسن والضعف من كلام المتقدمين
- توزيع طرق الحديث في المتابعات والشواهد
- شرح الحديث بالحديث ضمن الطرق
- سرد تراجم الأبواب التي عقدها المحدثون على الحديث والتي تشير إلى مذهبهم الفقهي
- إعداد وحفظ قاعدة البيانات على الكمبيوتر
- إخراج المشروع في صورة كتاب في ثلثة مجاميع:
  - المدونة الجامعة الكبرى(في مائة مجلد تقريبا على المقاس الكبير)
  - المدونة الجامعة الوسطى(في خمسة وأربعين مجلدا تقريبا على المقاس الكبير)
  - المدونة الجامعة الصغرى(في اثني عشر مجلدا تقريبا على المقاس الكبير)
- إخراج المشروع على انترنيت على الموقع الخاص به للاستفادة به على أجهزة الكمبيوتر والجوال والأقراص

رقم التواصل:
+92 319 6588892

وقد تم إخراج خمسة عشر مجلّداً كاملةً بما يحتوي على أبواب العقيدة والعبادات مطبوعةً من مكتبة دار العلوم كراتشي طبعة رائقة رائعة تستوفي بفضل الله تعالى معايير الطباعة العالمية

هذا بلاغ للناس

جامعہ دارالعلوم کراچی
کا ترجمان

ماہنامہ

# البلاغ


جلد ۵۹ | ذوالحجۃ ۱۴۴۵ھ / جولائی ۲۰۲۴ء | شمارہ ۱۲

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

مجلس ادارت

مدیر مسئول: مولانا عزیز الرحمٰن صاحب
مولانا راحت علی ہاشمی صاحب
نائب مدیر مسئول: مولانا محمد حنیف خالد صاحب

قیمت فی شمارہ: اندرون ملک =/75 روپے
سالانہ زرتعاون: =/750 روپے
بذریعہ رجسٹری: =/950 روپے

بیرون ممالک: امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک 50 امریکی ڈالر | سعودی عرب، انڈیا، متحدہ عرب امارات، ایران اور بنگلہ دیش 40 امریکی ڈالر

بینک اکاؤنٹ نمبر: Title : Albalagh Urdu , IBAN # : PK04MEZN009928 AC # : 9928-0100569829

زیر انتظام: جنید اشفاق اٹکی

وضاحت: ماہنامہ "البلاغ" میں اشتہارات کا مقصد صرف تشہیر ہے۔ ادارہ معاملات کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

معاون: فرحان صدیقی

monthlyalbalagh@gmail.com

+92 318 2735670

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ البلاغ جامعہ دارالعلوم کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی ۷۵۱۸۰

+922135049774-6 / +922135123222

ناشر: محمد تقی عثمانی

پرنٹر: القادر پرنٹنگ پریس کراچی

# ترتیب


## ذکر و فکر

فلسطین کی صورتحال اور جہاد کے فریضے سے ہماری غفلت — حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب مدظلہم — ۰۳

## آسان تفسیرِ قرآن

آسان تفسیرِ قرآن (تفسیر سورۃ الفاتحہ) — محمد تقی عثانی — ۱۳

## مقالات و مضامین

نفلی صدقہ اور صدقۂ جاریہ (تیسری قسط) — حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم — ۱۹

ماہ محرم کی فضیلت اور ممکنہ خطرات سے بچاؤ کی تجاویز — محمد حنیف خالد — ۲۵

حضرت شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکورانی المدنی رحمۃ اللہ علیہ — جنید اشفاق اٹکی — ۲۹

سیدی و سندی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں تلہ گنگ کا سفر (چوتھی اور آخری قسط) — مولانا معاذ اشرف صاحب — ۴۱

اولاد ہو مزمیں آنسو بہاتی مائیں — محمد زکریا نعمانی — ۴۵

کرپٹو کرنسی اور یورپی یونین کی "میکا" ریگولیشن (ساتویں قسط) — ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی صاحب — ۵۱

بھگت سنگھ سے محمد شکیل تک کا سفر — جناب محمد عامل عثانی صاحب — ۵۷

مادرِ علمی مدرسہ دارالعلوم — سید عبدالرحمن شاہ حریفال زوبی — ۵۹

مسلکِ اسلاف کا حصار (نظم) — رضوان خالد — ۶۱

## آپ کا سوال

مولانا ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثانی صاحب — ۶۳

## جامعہ کے شب و روز

مولانا راحت علی ہاشمی صاحب — ۶۵

## نقد و تبصرہ

ابو معاذ — ۶۹

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
ضبط و ترتیب: مولانا راشد حسین صاحب

# فلسطین کی صورتحال اور جہاد کے فریضے سے ہماری غفلت

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اسکے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

۸ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ (مطابق ۱۷/مئی ۲۰۲۴ء) کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے جامع مسجد جامعہ دارالعلوم کراچی میں جمعہ کی نماز سے پہلے قضیہ فلسطین کے حوالے سے بصیرت افروز گفتگو فرمائی اور فلسطین کے موجودہ حالات کے تناظر میں جہاد فی سبیل اللہ کے فریضے کی ضرورت واہمیت اور اس فریضے سے امتِ مسلمہ کی غفلت کے حوالے سے چشم کشا اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ یہ اہم خطاب ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا و مولانا محمد خاتم النبيين و امام المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين، وعلى كل من تبعهم باحسان الى يوم الدين. اما بعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

{ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ } [التوبة:۱۱۱]

میرے محترم بھائیو، دوستو اور بزرگو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالی کا فضل وکرم ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں مسلمان بنایا اور ایسے گھرانے میں پیدا کیا جو مسلمان گھرانہ تھا۔ اس طرح اسلام کی دولت ہمیں اپنے ماں باپ سے وراثت میں مل گئی، اسے حاصل کرنے کے لیے ہمیں کوئی جدو جہد نہیں کرنی پڑی، کوئی قربانی نہیں دینی پڑی، اسی لیے بعض اوقات ہم اس عظیم نعمت کی ناقدری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اسی ناقدری کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں نے کچھ عبادتوں کو۔ جن کی اللہ تعالی ہمیں توفیق دے دیتا ہے۔ پورا پورا اسلام سمجھ کر بیٹھ گئے ہیں۔

الحمد للہ یہ اللہ تعالی کا فضل وکرم ہے، اس کی توفیق ہے کہ ہم مسجدوں میں آ جاتے ہیں، نمازوں میں شریک ہو جاتے ہیں، رمضان آتا ہے تو روزے رکھ لیتے ہیں، الحمد للہ یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن دین کے تقاضے صرف اس حد تک محدود نہیں ہیں۔ دین ایک مکمل نظامِ زندگی ہے، اس میں عبادات کے ساتھ معاملات بھی ہیں، معاشرت اور اخلاق بھی ہیں۔ ہم دین کے کسی ایک شعبے کو پکڑ کر اکثر و بیشتر دین کے دوسرے شعبوں سے غافل رہتے ہیں، اور اس کی وجہ سے ہماری زندگی اسلام کے تقاضوں پر پوری نہیں اترتی۔

## جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت اور اس فریضے سے ہماری غفلت

اسلام کے ان تقاضوں میں سے ایک ایسی چیز جس کو ہم مکمل طور پر بھلائے بیٹھے ہیں اور اس کا کبھی خیال بھی دل میں نہیں آتا، چہ جائیکہ اس پر عمل کرنے کا کوئی جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ، یعنی اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ جہاد اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، ایک حدیث میں رسول کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کو "عماد الاسلام" یعنی اسلام کا ستون قرار دیا۔ اور ایک روایت میں اس کو "ذروۃ السنام" یعنی اسلام کی بلند ترین چوٹی قرار دیا۔

جہاد کے فضائل سے اور اس کے احکام سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں۔ مکی زندگی میں نبی کریم سرور دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے، لیکن وہاں یہ جہاد کا حکم نہیں تھا۔ جہاد کے بارے میں غالباً سب سے پہلی آیت جو نازل ہوئی، وہ اس وقت نازل ہوئی جب انصارِ مدینہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر اپنی طرف سے یہ پیشکش کی کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لے آئیں تو ہم آپ کی ہر طرح سے حمایت کریں گے اور آپ کا ساتھ دیں گے۔ بعض روایات کے مطابق اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔[التوبۃ: ۲۵]

واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت انہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں مارتے بھی ہیں، اور مرتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے، اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اپنے اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے۔ اور یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ نے تمام مومنین کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں اور اس خریداری کی قیمت اللہ تبارک وتعالی نے جنت مقرر کی ہے، یعنی جو شخص بھی ایمان لاتا ہے اللہ پر، اللہ کے رسول ﷺ پر اور یوم آخرت پر، تو وہ پہلے ہی سمجھ لے کہ اس کی جان بھی اور اس کا مال بھی اللہ تبارک وتعالی کے ہاتھ بکا ہوا ہے، اور اس کی قیمت اللہ نے جنت مقرر کی ہوئی ہے۔

اس لحاظ سے جتنے مومن پہلے پیدا ہوئے، آج موجود ہیں، آئندہ پیدا ہوں گے اور ہم سب جتنے بھی یہاں بیٹھے ہیں، یہ سب اللہ تبارک وتعالی کے ہاتھوں بکے ہوئے ہیں اور بکے ہوئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جان اور ہمارے مال یہ ہماری ملکیت نہیں، بلکہ اللہ کی ملکیت ہیں۔ لہٰذا ان مومنین کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ (يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے، جہاد کرتے ہیں، لڑائی کرتے ہیں۔ اور

لڑائی میں کیا کرتے ہیں؟ دوسروں کو بھی قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہوتے ہیں، اور (وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا) اللہ تعالی نے ان سے سچا وعدہ کر رکھا ہے کہ اس عمل کے نتیجے میں وہ انہیں جنت دے گا۔ اور یہ وعدہ آج کا نہیں ہے، بلکہ (فِي التَّوۡرٰىةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ) یعنی اللہ نے تورات میں بھی یہ وعدہ کیا تھا، انجیل میں بھی یہ وعدہ کیا تھا، اور آج قرآن میں بھی اللہ نے یہ وعدہ کیا ہوا ہے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ ایک مومن کی جان اس کی اپنی جان نہیں ہے، اس کا مال اس کا اپنا مال نہیں ہے، اس کی جان بھی اللہ کی، اس کا مال بھی اللہ کا۔ اس لیے جس جگہ اللہ تعالی اسے جان دینے کا حکم دے، اس کا فرض ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق اس کے راستے میں اپنی جان قربان کرے۔ اگر اللہ تعالی اسے اپنا مال خرچ کرنے کا حکم دے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ اس مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے، اور ان دونوں کی عملی صورت جہاد فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔

## جہاد و مجاہدین کی عظیم فضیلت اور جہاد کا خیال نہ آنے پر وعید

جہاد کی بڑی عظیم فضیلتیں ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ: ایّ الناس افضل؟ یعنی آپ کے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ افضل انسان کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

المجاہد فی سبیل اللہ یعنی وہ شخص سب سے افضل ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہاد کی صف میں تھوڑی دیر کھڑا ہو جانا ستر سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔ رسول کریم سرورِ دو عالم ﷺ بہت سے غزوات میں تو خود بنفس نفیس شریک ہوتے تھے اور بعض جگہ خود شریک ہونے کے بجائے اپنے صحابہ کو سریہ کے طور پر بھیج دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس یہاں مدینہ منورہ میں کام کرنے کے تقاضے نہ ہوتے تو کوئی سریہ ایسا نہ ہوتا جس میں، میں بذاتِ خود شریک نہ ہوتا، ہر لشکر اور ہر دستے میں میں شریک رہتا۔ اور یہاں تک فرمایا کہ:

لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ أُحيا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحيا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحيا، ثُمَّ أُقْتَلُ

مجھے یہ خواہش ہے کہ اللہ کے راستے میں جب میں جہاد کروں تو مجھے قتل کیا جائے، اور قتل کرنے کے

بعد مجھے اللہ تعالیٰ دوبارہ زندگی دے، پھر میں اللہ کے راستے میں دوبارہ قتل ہو جاؤں، پھر اللہ تعالیٰ مجھے زندگی دے اور میں سہ بارہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں۔

یہ جہاد اتنا عظیم عمل ہے کہ رسول کریم ﷺ جہاد میں شہادت کی تمنا فرمارہے ہیں۔لیکن آج ہمارے دلوں میں اس کا خیال ہی نہیں آتا،کبھی یہ خواہش بھی پیدا نہیں ہوتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں جہاد میں قبول فرما لے۔ جہاد کے کسی کام میں ہماری جان خرچ ہو جائے یا ہمارا مال خرچ ہو جائے۔ رسول کریم سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس طرح زندگی گزارے کہ ساری زندگی کبھی اس کے دل میں جہاد کا خیال بھی نہ آیا ہو تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔ساری زندگی عبادت کرتا رہا، ذکر کرتا رہا، تسبیح کرتا رہا،لیکن کبھی یہ خواہش نہیں پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی جہاد میں شریک ہو جاتا تو فرمایا کہ وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔

## مغربی ممالک کے امنِ عالم سے متعلق دوہرے معیارات

جہاد فی سبیل اللہ کے اتنے عظیم فضائل اور اتنے عظیم احکام ہیں،لیکن مدتوں سے ہمارے ذہنوں سے اس کا تصور مٹتا جا رہا ہے۔کیوں مٹ رہا ہے؟ پہلی بات یہ ہے کہ ہم عرصۂ دراز سے مغرب کے غلام ہو چکے ہیں۔ہم مغربی ممالک کے، یورپی ممالک کے، امریکہ کے اور برطانیہ کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ وہ ہر وقت امن کا نعرہ لگاتے ہیں؛ امنِ عالم، امنِ عالم، امنِ عالم، اور کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں، جب کہ امن کا مطلب ان کے اپنے لیے کچھ اور ہے اور ہمارے لیے کچھ اور ہے۔

اگر وہ عراق پر حملہ کریں تو یہ امن کے خلاف نہیں، اگر وہ افغانستان پر حملہ کریں تو یہ امن کے خلاف نہیں۔اگر برمی حکومت برما کے مسلمانوں پر حملے کرے اور ان کے گھر جلائے تو یہ امن کے خلاف نہیں۔اگر بھارتی حکومت کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم کرے تو یہ امن کے خلاف نہیں،لیکن اگر کوئی مسلمان ملک اپنی حریت کے لیے، اپنی آزادی کے لئے، اپنے حقوق کے حصول کے لیے کوئی جدوجہد کرتا ہے تو وہ دہشت گرد ہے۔اگر افغانستان یہ کہتا ہے ہمیں امریکہ کا تسلّط قبول نہیں ہے، اور ہم اپنی آزادی وخودمختاری کیلئے لڑیں گے تو وہ دہشت گرد ہے، چنانچہ آج تک ان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا گیا۔اگر کشمیر کے مجاہدین یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھارت کے تسلط سے آزادی چاہیے تو وہ دہشت گرد ہیں۔اگر فلسطین کے مسلمان یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سرزمین

ہماری ہے، اس پر یہودی زبردستی آ کر قابض ہوئے ہیں، ہمیں ان سے آزادی چاہیے تو انہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے۔

## امنِ عالم کے نام نہاد علمبرداروں کی فلسطین میں دہشت گردی

ہمارے ذہنوں کو اس طرح مسموم کیا گیا ہے کہ ہمارے لیے امن کا مطلب ہی غلامی بنادیا گیا ہے۔

ہمیں مغرب کی طرف سے امن کا جو درس دیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم ہمارے غلام بنے رہو، کبھی ہمارے خلاف آواز مت اٹھانا، کبھی ہمارے خلاف کوئی جنگی کارروائی مت کرنا، کبھی ہمارے خلاف ہتھیار مت اٹھانا۔ اگر ہمارے غلام بن کر رہتے ہو تو ہم تمہیں سمجھیں گے کہ تم پُرامن ہو اور صحیح معنی میں انسان ہو (اگرچہ صحیح معنی میں انسان پھر بھی نہیں سمجھتے۔) لیکن خود اپنا طرزِ عمل یہ ہے کہ ہم جس پر چاہیں حملے کردیں، جس زمین پہ چاہیں قبضہ کرلیں، یہ ہمارا اختیار ہے، یہ ہمارا حق ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج فلسطین میں جو کچھ ہورہا ہے فلسطین کے اندر انسانیت کی ادنیٰ سے ادنیٰ قدر کو پامال کرکے ۳۵ ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ بچوں کو، عورتوں کو، بیماروں کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا گیا اور پھر بھی وہ امن کے علمبردار ہیں۔ دنیا کے سامنے یہ کہتے ہوئے انہیں بھی شرم نہیں آتی کہ ہم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

## غزہ کی پکار اور میڈیا و مسلم حکمرانوں کی بے حسی

مجھے افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی دینی غیرت، دینی حمیت، قومی غیرت، قومی حمیت، ایسا لگتا ہے کہ فنا ہوچکی ہے۔ پوری دنیا کے اندر ڈیڑھ ارب کے قریب مسلمان نظارے دیکھ رہے ہیں کہ فلسطین کے بچوں پر، عورتوں پر، بیماروں پر کس طرح ظلم ڈھایا جارہا ہے، لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہورہا، کوئی ان کی مدد کو نہیں پہنچ رہا۔ غزہ پکار رہا ہے کہ میری مدد کو آؤ، لیکن کوئی اس کی پکار سننے کو تیار نہیں ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ ہمارا میڈیا، ہمارے ذرائع ابلاغ بھی وہاں کی صحیح صورتحال سے لوگوں کو باخبر کرنے سے گریزاں ہیں۔ پتہ نہیں وہ ڈرتے ہیں یا پھر وہ بھی اپنے آپ کو مغرب کا غلام سمجھ کر وہاں کی خبریں لوگوں تک نہیں پہنچنے دیتے۔ کسی عام آدمی سے، عام مسلمان سے پوچھیں کہ غزہ میں کیا ہورہا ہے؟ تو شاید اجمالی طور پر وہ یہ کہہ دے کہ وہاں اسرائیل فلسطینیوں پر ظلم وستم ڈھا رہا ہے، لیکن روزانہ کیا صورتحال بدل رہی ہے؟

حالات کس طرح کروٹ لے رہے ہیں؟ اس کی کسی کو خبر نہیں ہے، اس لیے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ میں اور ہمارے اخبارات میں اس کا ذکر اس طرح نہیں آ رہا جس طرح آنا چاہیے تھا۔

## فلسطین کی موجودہ دردناک والمناک صورتحال

آج صورتحال یہ ہے کہ غزہ کی وہ پٹی جسے اسرائیل کے ظالموں نے حصار میں لیا ہوا تھا، انہوں نے پہلے اس کے شمالی علاقے پر بمباری کی اور بمباری میں ہزار ہا لوگوں کو شہید کیا، اور محض اپنا چہرہ چھپانے کے لیے اعلان کر دیا کہ ہم شمال پر جا کر بمباری کریں گے، لہٰذا یہاں کے لوگ جنوب کے ایک شہر رفح۔جس کی سرحد مصر سے ملتی ہے۔وہاں منتقل ہو جائیں، تاکہ ہم یہاں حماس کے ٹھکانوں پر بمباری کر سکیں۔ چونکہ اس میں عام شہری نشانہ بن سکتے تھے، تو اپنا ایک چہرہ چھپانے کے لیے یہ اعلان کر دیا کہ اگر شہری ہمارے حملوں سے بچنا چاہتے ہیں تو وہ اس جگہ کو چھوڑ کر دور کے علاقے رفح میں چلے جائیں۔ چنانچہ تقریباً بارہ لاکھ افراد ان کے کہنے پر اپنے گھروں اور اپنے علاقوں کو چھوڑ کر رفح کے اندر منتقل ہو گئے۔ وہاں خیمہ بستیاں لگائی گئیں، وہ بیچارے عرصہ دراز سے ان خیمہ بستیوں میں مقیم تھے، جہاں پانی کا انتظام نہیں تھا، کھانے کا انتظام نہیں تھا، دواؤں کا انتظام نہیں تھا، اور وہ لوگ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے۔

ان حالات میں وہ خیمہ بستیاں وہاں رفح میں قائم ہوئیں، لیکن اب یہ کہا جا رہا ہے کہ رفح کو چھوڑو، ہم یہاں رفح پر بمباری کریں گے۔ہم یہاں اپنی زمینی فوجیں داخل کریں گے، لہٰذا رفح کو چھوڑ کر واپس شمالی علاقے میں جاؤ، جبالیہ کے علاقے میں جاؤ۔وہ بیچارے مصیبت زدہ شہری جو بمشکل تمام یہاں آ کر آباد ہوئے تھے، اب رفح کو چھوڑ کر اپنے خیمے کندھوں پر اٹھائے جبالیہ کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ مصر کی سرحد سے ملنے والے رفح کے علاقے سے ان کو امداد پہنچانے کا جو راستہ تھا اور وہاں سے کھانے کی، پینے کی، دواؤں کی جو کچھ امداد وہاں پر پہنچ رہی تھی۔ اگرچہ اس پر بھی انہوں نے پابندیاں لگائی ہوئی تھی۔ لیکن کسی درجے میں پہنچ رہی تھی۔ اب آ کر دشمن نے رفح کی اس گزرگاہ کو بھی بند کر دیا ہے تاکہ وہاں سے کوئی امداد نہ پہنچ سکے۔

## اہلِ فلسطین کا ایمانی جذبہ اور حماس کی کارروائیاں

اس طرح اسرائیل نے چاروں طرف سے حماس کو اور فلسطینیوں کو اپنے محاصرے میں لے رکھا ہے، لیکن یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی رحمت وقدرت کا عظیم معجزہ ہے کہ حماس کے مجاہدین ابھی تک

ان کے سامنے اس طرح ڈٹے ہوئے ہیں کہ رفح کے اندر جب ان کی فوجیں داخل ہو رہی ہیں تو پہلے سے انہوں نے منصوبے بنائے ہوئے ہیں، اور صرف کل کے دن (۱۶ مئی ۲۰۲۴ء) میں انہوں نے اسرائیلی فوجوں پر بیس حملے کیے ہیں۔ اور اسرائیل کا یہ کہنا ہے کہ کل کا دن اس پوری جنگ میں ہم پر سب سے زیادہ سخت دن گزرا ہے۔ چالیس پچاس کے قریب ان کے آدمی مارے گئے، بہت سے ٹینک ختم ہو گئے، ان کے بہت سے آلیات کو کتائب القسام اور سرایا القدس نے نشانہ بنایا۔

وہ ڈٹے ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ ہم پر مصیبت آگئی ہے اور ہم اگر اسرائیل کی غلامی قبول کر لیتے تو ہمیں یہ مصیبت نہ دیکھنی پڑتی۔ کوئی نہیں کہتا، بچہ بچہ یہ کہہ رہا ہے کہ ہم اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں۔ وہ پیغامات بھیج رہے ہیں کہ کہاں ہیں ایک ارب سے زیادہ مسلمان! کہاں ہیں وہ عرب جو اپنی بہادری پر اپنی شجاعت پر فخر کیا کرتے تھے! وہ آواز دے رہے ہیں، لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔ اب آ کر مصر نے کچھ تھوڑی سی حرکت کی ہے اور اس گزرگاہ کو کھولنے کے سلسلے میں اس نے بین الاقوامی عدالتوں سے رجوع کیا ہے۔ لیکن اگر بحیثیتِ مجموعی دیکھا جائے تو سارا عالم اسلام سویا ہوا ہے۔

## حکمرانوں کو اور عام مسلمانوں کو جہاد کے فریضے کی یاد دہانی

اس موقع پر میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جہاد بھی شریعت کا کوئی حکم ہے، اور یہ اصل میں تو ان حکمرانوں کا فریضہ ہے جو غزہ کے حالات سے منہ موڑ کر اپنی سیاست میں مصروف ہیں، لیکن ان کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان کے ذمے بھی جہاد فرض ہے۔ میں پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ فرض اس معنی میں ہے کہ اگر مسلمانوں کے کسی خطے پر کوئی غیر مسلم حملہ آور ہو تو اس خطے کے ہر مسلمان پر جہاد فرض ہو جاتا ہے، اگر وہ کافی نہ ہوں تو برابر والے لوگوں پر فرض ہو جاتا ہے، اگر وہ کافی نہ ہوں تو ان سے آگے کے لوگوں پر فرض ہو جاتا ہے۔ جہاں جہاں تک مسلمان آباد ہیں وہاں وہاں تک جہاد کی فرضیت کا یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔

افسوس اس بات کا ہے کہ حکمرانوں نے جو کچھ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ تو اپنی جگہ ہے۔ ان کیلئے دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالی ان کو ہدایت دے، اللہ تعالی ان کے دل میں رحم و کرم اور دین کی غیرت و حمیت پیدا فرما دے، لیکن عام مسلمانوں کے اندر بھی اس موقع پر جو جذبہ ہونا چاہیے تھا وہ جذبہ نظر نہیں آ رہا۔ ہر



CamScanner

انسان کے دل میں یہ ٹیسیں اٹھنی چاہئیں کہ میرے مسلمان بھائیوں، بہنوں اور بچوں کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس کے دل میں یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ کاش میں بھی وہاں جا کر اپنی خدمات انجام دے سکتا، میں بھی جہاد میں شریک ہوسکتا۔ اور اگر وہاں جا کر خدمات انجام نہیں دے سکتا تو جتنی کچھ مدد پہنچا سکتا ہوں وہ تو پہنچاؤں، چاہے وہ مالی اعتبار سے ہو یا ان کے لئے آواز اٹھا کر مدد پہنچائی جائے۔

اس وقت حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر مسلموں سے وہ کام لے رہے ہیں جو مسلمان نہیں کر پا رہے۔ یورپ میں امریکہ میں، امریکی یونیورسٹیوں میں طلبہ فلسطین کے حق میں مظاہرے کر رہے ہیں، لیکن یہاں حرکت نظر نہیں آتی۔ کچھ لوگ ہیں جو مختلف جگہوں پر تھوڑی بہت اپنی آواز اٹھا دیتے ہیں، مگر وہ بھی خطرے میں رہتے ہیں اور ان پر بھی پکڑ دھکڑ ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس وقت بھی کچھ لوگوں نے اسلام آباد میں ڈی چوک پر مظاہرہ کیا ہوا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنا فریضہ ادا کرے۔

## مسلم حکمرانوں کے لئے امتِ مسلمہ کا حق ادا کرنے کا بہترین وقت

اس موقع پر جبکہ فلسطینیوں کی جان پر بنی ہوئی ہے، جب یہ دشمن مسلمانوں کو ختم کرنے کی اپنی ساری طاقت آزما رہا ہے، اس وقت ہر شخص کی ذمہ داری بنتی ہے کہ کم از کم حکمرانوں کو توجہ تو دلائے اور حکمرانوں کو متوجہ کر کے اس بات پر مجبور تو کرے کہ وہ اپنا فریضہ ادا کریں۔ نئے نئے میزائلوں کے تجربے ہو رہے ہیں، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ قوت عطا فرمائی کہ آپ نے نیا میزائل جاری کر دیا۔ لیکن کیا یہ صرف نمائش کیلئے ہے یا کہیں استعمال بھی ہوگا؟ اگر امن کا وہ مطلب لے لیا جو مغرب ہمیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم غلام بنے رہو، تو بے شک اس میزائل کو اپنے لیے تیار رکھو اور جب امریکہ کا حکم ہو، اس وقت نکال لینا۔ لیکن اگر یہ میزائل تم نے امتِ مسلمہ کے لیے تیار کیا ہے تو امتِ مسلمہ کا حق ادا کرو اور امتِ مسلمہ کا حق ادا کرنے کا اس وقت سب بہترین اور سب سے مقدم ذریعہ فلسطین ہے۔

## فلسطین سے متعلق عام مسلمانوں کے فریضے

حکمرانوں سے کرنے کی بات تو حکمرانوں سے کی جائے گی اور میں وہاں پر کر بھی چکا ہوں، لیکن اس وقت تو میرے مخاطب یہ عام مسلمان ہیں۔ تم بتاؤ کہ کیا تمہارے دلوں میں کوئی درد پیدا ہوتا ہے؟ کوئی ٹھیس اٹھتی ہے؟ کوئی جذبہ بیدار ہوتا ہے کہ میں بھی اس کام میں کسی طرح شریک ہو جاؤں؟ ٹھیک ہے تمہارا جانا

وہاں پر ممکن نہیں ہے، لیکن تم ان کی مالی مدد تو کر سکتے ہو۔ تم ان کے حق میں دعائیں تو کر سکتے ہو۔ تم جہاں مجلسوں میں بیٹھو ان کا تذکرہ تو کر سکتے ہو، تاکہ جہاد کا موضوع مرنے نہ پائے، زندہ رہے، لوگوں کی زبانوں پر رہے، لوگوں کے دلوں میں رہے، لوگوں کے دماغوں پر رہے، اتنا تو کر سکتے ہو؟

قرآن کہتا ہے جہاد جان سے بھی ہوتا ہے اور مال سے بھی ہوتا ہے۔ اگر جان سے نہیں کر سکتے تو مال سے کرو۔ اگر مال سے نہیں کر سکتے تو زبان سے کرو، زبان سے نہیں کر سکتے تو قلم سے کرو۔ غرض جو ذرائع اللہ نے تمہیں عطا فرمائے ہیں ان کو مجاہدین کی امداد میں استعمال کرو۔ یہ ہے آج کے وقت کا ہم سے سب سے بڑا تقاضا، جس کی میں بار بار یاددہانی کی کوشش کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص شریعت کی رو سے اس وقت اس بات کا پابند ہے کہ وہ مجاہدین کے حالات سے باخبر بھی رہے، ان کے حق میں جو جو دعائیں ہوسکتی ہیں وہ دعائیں بھی کرے، اور جو روپیہ وہ خرچ کرسکتا وہ روپیہ بھی خرچ کرے۔

## اہلِ فلسطین کے لئے روزانہ دس منٹ ضرور نکالیں

پچھلے جمعہ کو میں نے عرض کیا تھا کہ ہر آدمی اپنی روزانہ کی زندگی میں سے دس منٹ دعاؤں کے لیے ضرور نکالے اور ان دس منٹ میں آیت کریمہ پڑھ کر اللہ تبارک وتعالی سے مانگے۔ پھر دیکھو اللہ تعالی کیسے دروازے کھولتا ہے۔ آج تقریباً سات مہینے ہو رہے ہیں اور یہ مٹھی بھر لوگ پوری قوت سے اتنے بڑے طوفان کا مقابلہ کر رہے ہیں، یہ اللہ تعالی کی نصرت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ نصرت تو ان شاء اللہ ہوگی اور اللہ کی رحمت سے مجھے پوری امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ فتح یاب ہوں گے۔ اسرائیل مٹے گا اور اسرائیل کا نام ونشان مٹے گا، ان شاء اللہ۔ لیکن جو لوگ آج خاموش بیٹھے ہیں انہیں اس وقت جو حسرت ہوگی، اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالی ہم سب کو برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين

☆☆☆

محمد تقی عثمانی

# آسان تفسیرِ قرآن

## تفسیر سُورَۃُ الفَاتِحَۃ

### سورۂ فاتحہ کی ابتدائی دو آیات میں تین اہم اسباق

خلاصہ یہ کہ سورۂ فاتحہ کی ان دو آیات میں ہمارے لیے تین باتیں سبق کی نکلتی ہیں:

- ایک یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اصل صفتِ رحمت اس کے غضب پر غالب ہے، لہٰذا اپنے اندر بھی اس صفت کو غالب رکھنے کی کوشش کرو۔
- دوسری یہ کہ بندوں کو یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ جب ہم رحمٰن اور رحیم ہیں تو ہماری رحمت سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنی غلطیوں اور گناہوں سے توبہ کرلو، استغفار کرلو، معافی مانگ لو اور آئندہ اپنے آپ کی اصلاح کرنے کا عزم کرلو۔ اگر نادانی میں پھر غلطی ہوجائے تو پھر ہمارے در پر آجاؤ، پھر توبہ کرلو، پھر غلطی ہوجائے تو پھر توبہ کرلو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باز آ، باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

واپس آجاؤ، واپس آجاؤ۔ تم جو کوئی بھی ہو، واپس آجاؤ، چاہے تم کافر و مجوسی اور

بت پرست ہو، تو بھی واپس آ جاؤ۔ ہماری یہ درگاہ نا امیدی کی درگاہ نہیں ہے،
اگر تم سو مرتبہ بھی توبہ توڑ چکے ہو تو پھر بھی واپس آ جاؤ۔ (پھر بھی ہم تمہاری توبہ
قبول کرنے کو تیار ہیں۔)

- اور تیسری یہ کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم کرنے والے ہیں تو اے میرے بندو! تم بھی اپنے ساتھیوں پر اور دوسری مخلوق پر رحم کر کے دکھاؤ، مخلوق پر جتنا رحم کرو گے تو رحمان تم پر اتنا رحم کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی تشریح اور لفظ دِیْن کا مطلب ومقصد

سورۂ فاتحہ کی تیسری آیت ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞﴾ ہے، جس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ جو روزِ جزا کا مالک ہے۔ درحقیقت دِیْن کا لفظ عربی زبان میں بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، لیکن اس آیت میں ''دِیْن'' کے معنی بدلے کے ہیں، یعنی کسی بھی عمل کا کوئی بدلہ دیا جائے، چاہے وہ اچھا بدلہ ہو یا برا بدلہ۔ اچھائی کا بدلہ اچھائی سے، برائی کا بدلہ برائی سے دیا جائے تو اس کو دِیْن کہا جائے گا۔ اور ﴿يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کے معنی ہوئے وہ دن جس میں لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جس کو اختصار کے نقطۂ نظر سے ہم روزِ جزا (بدلہ کا دن) سے تعبیر کر دیتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ وہ دن جس میں جزا دی جائے گی اور جزا میں ثواب اور سزا دونوں شامل ہیں۔ پس اگر اچھے اعمال ہیں تو اچھے اعمال کا بدلہ ثواب کی صورت میں اور اگر برے اعمال ہیں تو ان کا بدلہ جہنم کی سزا کی صورت میں لوگوں کے سامنے آئے گا۔ اسی لیے اس آیت میں خاص طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ روزِ جزا کا مالک ہے۔

## ہر چیز میں حقیقی ملکیت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے

یہاں جو بات سب سے پہلے سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر آن، ہر گھڑی، ہر چیز کا مالک ہے۔ اور اس دنیا میں ہمیں ظاہری طور پر جو ملکیتیں نظر آتی ہیں کہ کوئی شخص روپے پیسے کا مالک ہے، کوئی دکان کا مالک ہے، کوئی مکان کا مالک ہے تو یہ ملکیتیں بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی عطا کی ہوئی ہیں اور مجازی نوعیت کی (یعنی محض عارضی اور ظاہری) ہیں۔ حقیقی ملکیت تو اللہ تعالیٰ کی ہی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم

میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۱)

اور آسمانوں اور زمین کی تمام ملکیت اللہ ہی کو حاصل ہے۔

## روزِ جزا کا مالک کہنے کی پہلی وجہ

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ ہر گھڑی تمام کائنات کا مالک ہے، تو سورۂ فاتحہ میں خاص طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ ''جو روزِ جزا کا مالک ہے؟'' اس میں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ خاص طور پر روزِ جزا کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے آپ کو بہت سی مجازی قسم کی ملکیتیں بھی نظر آتی ہیں، لیکن جب قیامت کا دن آئے گا اور آخرت برپا ہوگی تو اُس وقت یہ ظاہری ملکیتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور کوئی شخص کسی چیز کا مالک نہیں رہے گا۔ کسی کے پاس کوئی ملکیت نہیں ہوگی، نہ روپیہ پیسہ ہوگا، نہ زمین و جائیداد ہوگی، نہ مکان و دکان ہوں گے اور نہ تجارت یا تجارتی سامان ہوگا۔ یہاں تک کہ قرآنِ کریم میں فرمایا ہے کہ:

کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ (۲)

ہم نے جس طرح تمہیں دنیا میں پہلی بار پیدا کیا تھا، اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ زندگی دیں گے۔

اور پہلی بار اس طرح پیدا کیا تھا کہ نہ تمہارے جسم پر کپڑا تھا اور نہ تمہارے ہاتھ میں کوئی دولت تھی، آخرت کے اندر اس وقت تمہارے جسم پر کپڑے بھی نہیں ہوں گے اور کوئی چیز تمہاری ملکیت میں بھی نہیں ہوگی۔ وہاں صورتحال ایسی ہوگی کہ جو ظاہری ملکیتیں اس دنیا میں نظر آرہی ہیں، وہ بھی سب فنا ہو جائیں گی اور اس وقت سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی بھی کسی بھی چیز کا مالک نہیں رہے گا۔ اسی لیے قرآنِ کریم میں فرمایا اور

---

(۱) سورۃ آلِ عمران (۳): آیت (۱۸۹)

(۲) سورۃ الأنبیاء (۲۱): آیت (۱۰۴)

حدیث میں اس کی تشریح آئی ہے کہ جب ساری چیزیں فنا ہوجائیں گی تو باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ" آج کس کی ملکیت ہے؟ آج کس کی بادشاہی ہے؟ تو جواب میں کہا جائے گا کہ "لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"[1] اس وقت تو ایک ہی اللہ کی بادشاہی ہے جو سب پر غالب ہے۔

ایک پہلو تو اس میں یہ ہے، جس کی وجہ سے خاص طور پر ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ فرمایا گیا، یعنی یوں تو آج بھی اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کا مالک ہے، لیکن ﴿يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ یعنی روزِ جزا میں جس دن جزا و سزا کا وقت آئے گا، اس وقت میں یہ ظاہری ملکیتیں بھی ختم ہوجائیں گی اور ہر چیز کا مالک ظاہری اعتبار سے بھی سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی اور نہیں ہوگا۔

## روزِ جزا کا مالک کہنے کی دوسری وجہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کو خاص طور پر روزِ جزا کا مالک کہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کسی کا کوئی دباؤ نہیں ہوسکتا۔ وہ جس کو چاہے گا جزا دے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا۔ اگرچہ وہ یہ سزا و جزا کا فیصلہ اپنے عدل و انصاف کے مطابق کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی کوئی بات عدل و انصاف سے باہر نہیں ہوسکتی، لیکن کوئی بھی اس کو مجبور کرنے والا نہیں ہوگا، کسی کا اللہ کی ذاتِ عالی پر دباؤ نہیں ہوگا، مثلاً اگر کسی کو جنت دینی ہے یا ثواب عطا کرنا ہے تو یہ کسی کے دباؤ کے تحت نہیں، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود مَالِكُ الْمُلْكِ (ساری بادشاہی کا مالک) ہونے کی حیثیت سے اس کو وہ جزا دے گا۔

گویا اس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آخرت میں اعمال کا جو بدلہ عطا فرمائیں گے، وہ خالصتاً اپنی ملکیت، اختیار اور اپنی مشیّت (مرضی) کے مطابق عطا فرمائیں گے۔ کسی کا بھی اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں کہ مثلاً کوئی آدمی یہ کہنے لگے کہ چونکہ میں نماز پڑھتا تھا، لہٰذا میرا حق ہے اور میں بذاتِ خود اس بات کا مستحق ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے ثواب دیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ گویا۔ نَعُوْذُ بِاللہ۔ اس بات پر مجبور ہیں کہ مجھے ثواب دیں۔ ایسا نہیں ہوگا، بلکہ وہاں پر جو کچھ بھی ثواب ملے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے ملے گا، اس لیے یہ کہنے کا کسی کو بھی حق حاصل نہیں ہوگا۔

---

(۱) سورۃ المؤمن (۴۰): آیت (۱۶)

حقیقت یہ ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے اعمال جو ہم دنیا میں کر رہے ہیں، چاہے وہ کتنے ہی نیک اور بڑے نظر آتے ہوں، لیکن وہ سب متناہی (ختم ہوجانے والے) ہیں، جبکہ آخرت کا جوثواب ہے وہ لامتناہی (نہ ختم ہونے والا) ہے، لہٰذا کوئی بھی عمل اپنی ذات میں آخرت کے لامتناہی ثواب کا استحقاق نہیں رکھتا، البتہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ اس عمل کو آخرت کی ابدی نعمتوں کا مستحق بنادیتے ہیں، لہٰذا خاص طور پر روزِ جزا کا مالک کہہ کر اس طرف بھی اشارہ مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں پر جوثواب عطا فرمائیں گے، وہ کسی مجبوری کے تحت نہیں، بلکہ اپنے مالک ہونے کی حیثیت میں عطا فرمائیں گے۔

☆☆☆

## دنیاوی مصائب اُخروی بھلائی کا ذریعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جب اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی سزا میں جلدی کرتا ہے اور دنیا ہی میں اس کا بدلہ دے دیتا ہے اور اگر کسی کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا قیامت تک موخر کردیتا ہے۔

### تشریح

اسی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ: زیادہ ثواب بڑی آزمائش کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کسی قوم کو آزمائش میں مبتلا کردیتا ہے پس جو راضی ہوجائے، اس کے لئے رضا اور جو ناراض ہو اُس کے لئے ناراضگی مقدر ہوجاتا ہے۔



CamScanner

# قارئین البلاغ کی خدمت میں گذارش

البلاغ کے قارئین اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ یہ پرچہ الحمد للہ گذشتہ انسٹھ (۵۹) سال سے اپنی علمی و دینی حیثیت میں سرگرم عمل ہے۔ کارکنانِ البلاغ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ رسالہ اپنی معنوی افادیت کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن سے بھی آراستہ ہو، عمدہ کاغذ، معیاری کتابت وطباعت اور جاذب نظر ٹائیٹل سے ان مساعی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(ماہ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ سے بدل اشتراک کی شرح حسب ذیل ہوگی۔)

فی شمارہ قیمت........................................80روپے

سالانہ زرِتعاون (بذریعہ عام ڈاک)..............................850 روپے

سالانہ زرِتعاون (بذریعہ رجسٹری ڈاک)........................1000روپے

نوٹ: وہ قارئین جو سالانہ زرِتعاون پیشگی جمع کراچکے ہیں ان کے سال کے اختتام تک سابقہ سالانہ زرتعاون ہی میں پرچہ جاری رہے گا، اور کوئی اضافی رقم وصول نہیں کی جائے گی، لیکن سالانہ زرِتعاون کی تجدید پر رقم نئی شرح کے مطابق وصول کی جائے گی۔

میزان بینک لمیٹڈ اکاؤنٹ ٹائیٹل "البلاغ اردو" اکاؤنٹ نمبر
9928-0100569829 میں براہ راست جمع کرانے کی صورت میں
دفتر البلاغ کے درج ذیل ٹیلی فون نمبر یا واٹس ایپ نمبر پر ضرور مطلع فرمائیں۔ شکریہ

**رابطہ**

فون نمبر: 021-35123222، واٹس ایپ نمبر: 03182735670

ای۔میل: monthlyalbalagh@gmail.com

دفتر ماہنامہ "البلاغ" جامعہ دارالعلوم کراچی (کورنگی انڈسٹریل ایریا) کراچی۔ پوسٹ کوڈ 75180

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب

# نفلی صدقہ اور صدقۂ جاریہ

(تیسری قسط)

## واجب اور نفلی صدقات

صدقہ کی پہلے دو قسمیں ہیں: (۱) واجب صدقہ۔ (۲) نفلی صدقہ

واجب صدقہ میں صدقۂ فطر، منت کا صدقہ، کفارے کا صدقہ شامل ہیں، جبکہ نفلی صدقہ عام ہے، وہ کبھی نعمت کے شکر کیلئے ہوتا ہے اور کبھی بیماری اور مصیبت دور کرنے کیلئے دیا جاتا ہے، کبھی غرباء وفقراء کی مدد کرنے کی نیت سے دیا جاتا ہے۔

دونوں قسم کے صدقے کے حکم میں فرق ہے جس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:۔

## صدقۃ الفطر

یہ صدقہ ہر سال عید الفطر کے موقع پر صاحبِ نصاب شخص پر واجب ہوتا ہے۔

## منت کا صدقہ

مثلاً کوئی شخص کسی مقدمے میں پھنسا ہوا ہے، اُسے معلوم نہیں کہ اس کے حق میں فیصلہ آئے گا یا خلاف؟ پھر وہ آدمی یہ منت مان لیتا ہے کہ اگر میرے حق میں فیصلہ ہوا تو میں مثلاً ایک ہزار روپے خیرات کروں گا، یا اگر کوئی بیمار ہو اور منت مان لے کہ اگر یہ بیماری دور ہوگئی تو میں اتنی رقم صدقہ کروں گا یا کہیں اہم کام کے لئے سفر پر جانا ہے اور وہ منت مان لے کہ میں جس مقصد کیلئے سفر میں جا رہا ہوں اگر میرا وہ مقصد پورا ہوگیا تو میں ان شاء اللہ تعالیٰ اتنی رقم صدقہ کروں گا، اسی طرح کسی بھی جائز کام یا مقصد کے پورا ہونے پر منت مان لے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی مشیت سے وہ کام یا مقصد حاصل ہو جائے تو منت پوری کرنا واجب ہو جاتا ہے، یہ واجب صدقہ کہلاتا ہے۔

## صدقۂ واجبہ کا حکم

صدقۂ واجبہ کا حکم زکوٰۃ کی طرح ہے، یہ صدقہ اُسی کو دیا جاسکتا ہے جو زکوٰۃ کا مستحق ہو، لہٰذا منت والا صدقہ کسی مالدار اور سید کو نہیں دے سکتے، یہ ہر حال میں غرباء و مساکین کو دینا لازم ہے۔ اسی طرح صدقۂ فطر بھی کسی مالدار اور سید کو نہیں دیا جاسکتا۔

## نفلی صدقہ مالدار کو بھی دے سکتے ہیں

نفلی صدقہ میں بہتر یہ ہے کہ وہ غرباء و مساکین کو دیا جائے، مثلاً گھر میں کام کرنے والی ماسیاں، کارخانوں کے چوکیدار، چھوٹے ملازم وغیرہ۔ لیکن اگر کسی مالدار کو دے دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ مالدار اس معنی میں کہ وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق اگرچہ نہیں ہے لیکن ضرورتمند اور پریشان ہے، بیماری وغیرہ کی وجہ سے اُسے ضرورت ہے تو ایسے لوگوں کو بھی نفلی صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن جس کو صدقہ دیا جائے اُس کا اکرام اور احترام کرنا اور اس کی عزتِ نفس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

## بکرے کے صدقے کا حکم

آج کل بکرے کا صدقہ بہت عام ہے، کسی کو دل کا اٹیک ہو جائے یا کوئی اور بڑی بیماری لاحق ہو جائے تو فوراً بکرے کا صدقہ دیا جاتا ہے، اور اس میں بھی کالے رنگ کا بکرا تلاش کیا جاتا ہے، بعض رفاہی اداروں نے اس کو بہت عام کر دیا ہے، انہوں نے جگہ جگہ اپنے پوسٹر اور بینر لگائے ہوئے ہیں کہ عقیقے اور صدقے کا بکرا دستیاب ہے، اسے پڑھ پڑھ کر عام لوگوں کا ذہن صدقے کا سنتے ہی بکرے کے صدقے کی طرف جاتا ہے اور لوگ مصیبت اور پریشانی میں صدقہ کرنے کے لیے کالا بکرا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے، اس میں چند خرابیاں ہیں، مثلاً:۔

پہلی خرابی یہ ہے کہ صدقے کیلئے اپنی طرف سے بکرے کے صدقے کو خاص کر لینا صحیح نہیں ہے، کیونکہ شرعاً صدقے کیلئے بکرے کا ہونا کوئی ضروری نہیں، جس چیز کی بھی توفیق اور استطاعت ہو وہ اللہ تعالی کے راستے میں صدقہ دے سکتا ہے، اللہ تعالی کی رضا کیلئے اخلاص کے ساتھ جس چیز کا بھی صدقہ دیا جائے گا وہ فائدہ مند ہوگا ان شاءاللہ تعالیٰ، نیز عام طور پر صدقہ دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہماری بیماری پریشانی اور تکلیف دور ہوجائے، یہ مقصد تمام صدقوں سے حاصل ہوسکتا ہے چاہے نقد رقم دیں، کھانا دیں یا کچھ اور چیز صدقہ کر دیں، یہ فوائد بکرے کے صدقے کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔

## بکرے کے صدقے کی ناجائز صورت

دوسری خرابی یہ ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی کو اپنی جان یا مریض کی جان بچانی ہے تو جان کا صدقہ کرو، اس لئے وہ بکرا صدقہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ بکرا لا کر مریض کے پاس ذبح کرتے ہیں، پھر اس کا گوشت خیرات کرتے ہیں، یہ خیال درست نہیں ہے۔ شریعت میں دو مقام پر جان کا صدقہ ہے، ایک عقیقہ اور دوسری عید الاضحیٰ کی قربانی، عقیقہ بچے کی جان کا صدقہ ہے اور قربانی بھی جان کا صدقہ ہے، عقیقہ مستحب ہے اور قربانی واجب، لیکن ان کے علاوہ جان کے بدلے جان دینے کو یعنی بکرا ذبح کرنے کو ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔

## بکرے کے صدقے کی جائز صورت

البتہ اگر کسی کا یہ خیال اور عقیدہ نہ ہو یعنی وہ جان کے بدلے جان کے صدقہ کو ضروری نہ سمجھتا ہو بلکہ وہ بکرا اس لیے صدقہ کرتا ہے کہ بکرے کا گوشت مہنگا ہے، غریبوں کو مشکل سے نصیب ہوتا ہے، ہم بکرا اس لیے خیرات کر رہے ہیں تاکہ غرباء فقراء اور مساکین کو بکرے کا گوشت کھانا نصیب ہو جائے اور ان کا دل خوش ہو جائے تو اس نیت سے بکرے کا صدقہ کرنا جائز ہے، کیونکہ مومن کا دل خوش کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

جس نے کسی مومن بندے کو خوش کر دیا اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کر دیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (مشکاۃ المصابیح: ۱۳۹۲/۳)

## نقد رقم صدقہ کرنا بہتر ہے

صدقہ میں اگرچہ مختلف چیزیں دی جاسکتی ہیں لیکن وہ چیز دینا زیادہ بہتر ہے جس میں فقیر کی ضرورت بہتر طریقے سے پوری ہو سکے، اور وہ نقد رقم ہے کیونکہ بعض اوقات غریب مستحق کو گوشت کے بجائے کسی اور چیز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے مثلاً دوائی وغیرہ کی، تو اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نقد رقم زیادہ کام آسکتی ہے۔ اس لئے نقد رقم صدقہ میں دینا زیادہ بہتر ہے۔

## صدقہ اور ہدیہ میں فرق اور ان کا ادب

یہاں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک صدقہ ہوتا ہے اور ایک ہدیہ/تحفہ ہوتا ہے۔ دونوں کے دینے کا ادب الگ الگ ہے، جبکہ ان دونوں میں ہمارا معاملہ اُلٹ ہے۔ صدقے میں افضل یہ ہے کہ جو چیز دینے والے کو اچھی لگے وہ

صدقے میں دے، قرآن کریم میں ہے:-

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ. [آل عمران: ۹۲]

ترجمہ

تم نیکی ہرگز حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ وہ چیز خیرات نہ کرو جو تمہیں پسند ہو۔

جبکہ صدقے میں ہمارا معاملہ یہ ہے کہ جو بالکل خراب اور معیار سے گری ہوئی یا بچی ہوئی چیز ہو وہ صدقہ کرتے ہیں، اچھی اور اعلیٰ معیار کی چیزیں اپنے لئے سنبھال کر رکھتے ہیں، اگرچہ ناقابلِ استعمال اور گھٹیا چیز کا صدقہ بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمالیتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ صدقے میں اپنی پسند کی چیز کو خیرات کیا جائے۔
جبکہ ہدیہ دینے میں افضل یہ ہے کہ جس کو ہدیہ دے رہے ہیں اُس کی پسند کو مدِنظر رکھیں، یہاں بھی ہمارا معاملہ الٹ ہے، جو چیز ہمیں پسند ہو وہ ہدیہ دیتے ہیں چاہے وہ سامنے والے کے کام کی ہو یا نہ ہو، چاہے اُسے پسند ہو یا نہ ہو، جیسے کسی شوگر کے مریض کو مٹھائی کا ڈبہ ہدیہ دے دیا جائے یا بلڈ پریشر والے مریض کو گائے کا گوشت یا اس کی بریانی ہدیہ کردی جائے تو اب یہ اس کے کام کی نہیں ہے، لہٰذا وہ مجبوراً ان کو اِدھر اُدھر کرے گا۔

## ہدیہ دینے کا ادب

ہدیہ دینے کا ادب یہ ہے کہ جس کو ہدیہ دینا ہو اُس سے دو باتیں پوچھنی چاہئیں، ایک یہ کہ میں آپ کو ہدیہ دینا چاہتا ہوں، مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ کو کیا پسند ہے، دوسرا یہ کہ اتنے اتنے پیسوں تک کا ہدیہ دینا چاہتا ہوں، پھر جو چیز وہ بتائے وہ ہدیہ میں دے دی جائے۔

اور ایک اس سے بھی اعلیٰ طریقہ ہے جس میں نہ پوچھنے کی ضرورت ہے اور نہ پسند جاننے کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ خاموشی سے اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق لفافے میں کچھ پیسے رکھ کر ہدیہ پیش کردیں تاکہ وہ اس کو جہاں چاہے اپنی ضرورت میں استعمال کرسکے، جس سے اس کا دل بھی خوش ہو جائے گا اور ہدیہ دینے والے کا مقصد پورا ہو جائے گا، کیونکہ ہدیہ احترام واکرام اور محبت کی وجہ سے دیا جاتا ہے اور نقد رقم سے ہر ضرورت بآسانی پوری ہوسکتی ہے اس لیے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے عزیزوں اور دوستوں اور رشتہ داروں کو رقم کی صورت میں ہدیہ پیش کرنا زیادہ بہتر ہے۔

آج کل شادی بیاہ میں ایسا طریقہ رائج ہوگیا ہے کہ ہر شخص اپنی پسند کی کوئی چیز ہدیے میں دیتا ہے جس سے بعض مرتبہ شادی کا گھر دکان اور اسٹور کا نمونہ لگتا ہے، کیونکہ ہر شخص اپنی مرضی سے اپنی پسند سے کوئی چیز خرید کر ہدیہ

کر رہا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک ایک چیز کے کئی کئی سیٹ جمع ہو جاتے ہیں اور اکثر وہ سب کام نہیں آتے، اگر یہ سب مل کر دولہا اور دلہن کو نقد رقم دے دیتے یا ان سے پوچھ کر ان کی ضرورت اور پسند کی چیز دیتے تو انہیں کتنی آسانی ہو جاتی!

## صدقہ ادا کرنے کا طریقہ اور ادب

زکوٰۃ وصدقات ادا کرتے وقت غریب اور محتاج آدمی کا اکرام واحترام پیشِ نظر رکھنا چاہیے، اسی لئے صدقہ دیتے ہوئے صدقہ کہہ کر دینا بھی ضروری نہیں، ہدیہ/تحفہ کہہ کر بھی دے سکتے ہیں، بلکہ مناسب یہی ہے کہ ہدیہ کا لفظ استعمال کر کے زکوٰۃ وصدقہ دیا جائے، تاکہ غریب آدمی کی دل شکنی نہ ہو، جبکہ دل میں زکوٰۃ یا صدقے کی نیت کر لیں، کیونکہ اگر کوئی غریب ہے تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کی بنا پر ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی کو لینے والا بنایا ہے، کسی کو دینے والا بنایا ہے، یہ اُس کی تقسیم ہے۔

## قبولیتِ صدقہ کی شرائط

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدقہ قبول ہونے کی تین شرطیں ہیں:۔

(۱)... مال حلال ہو، حرام مال کا صدقہ قبول نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اس پر ثواب عطا نہیں فرماتے۔

(۲)... دوسری شرط یہ ہے کہ نیت خالص ہو۔ اس میں دکھاوے کی نیت نہ ہو، نمائش کی، تعریف چاہنے کی، لوگوں کے اچھا کہنے کی، واہ واہ کرنے کی، نام روشن ہونے کی نیت نہ ہو بلکہ اس کا شائبہ بھی نہ ہو، صرف اور صرف دل میں یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوں اور اس کے بدلہ آخرت عطا فرما دیں، اس کے سوا کچھ نیت نہ ہو۔

(۳)... تیسری شرط یہ ہے کہ صدقہ شریعت کے مطابق ہو، ہمارے معاشرے میں صدقہ اور خیرات کے بہت سے طریقے رائج ہیں جیسے تیجہ، چالیسواں، برسی، گیارہویں شریف وغیرہ اور علاوہ ان کے دیگر بہت سے طریقے ہیں جو لوگوں نے فرض اور واجب کی طرح ضروری سمجھے ہوئے ہیں، وہ درست نہیں ہے۔

ان تین شرائط کی رعایت کے ساتھ جب صدقہ دیا جائے گا تو ان شاء اللہ آخرت میں بڑا اجر وثواب ملے گا اور دنیا میں بھی اس کے مال میں بہت خیر وبرکت ہوگی۔

☆☆☆



CamScanner

# حج کی فضیلت اور ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا (پھر) عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا (پھر) عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا حج مقبول۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان میں سرزد ہوں اور حج مبرور کی جزا نہیں ہے مگر جنت۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج مبرور یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کے تذکرے اور گناہ سے محفوظ رہا تو وہ (پاک ہوکر) ایسا لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز پاک تھا۔ (بخاری و مسلم)


**معین احمد جیولرز**

دکان نمبر 9 علی سینٹر۔ نزد حبیب بینک طارق روڈ برانچ

بالمقابل سن شائن سوئٹ کراچی۔ 34537265.....34539989

تحریر: محمد حنیف خالد

# ماہ محرم کی فضیلت
# اور
# ممکنہ خطرات سے بچاؤ کی تجاویز

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے، اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین، ان میں چار مہینے ادب کے ہیں، یہی ہے سیدھا دین۔

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ جن چار مہینوں کو اس آیت میں ادب واحترام کے مہینے قرار دیا گیا ہے، وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے مہینے ہیں، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"سال کے بارہ مہینے ہیں، ان میں چار مہینے ادب کے ہیں، تین مسلسل: ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم ہیں اور (چوتھا) رجب ہے جو جمادی الآخرۃ اور شعبان کے درمیان ہے"۔ (تفسیر کشاف ج2:ص:269)

یہ چاروں مہینے زمانہ جاہلیت میں بھی قابلِ احترام شمار کئے جاتے تھے اور اہلِ عرب بھی ان چار مہینوں میں جدال وقتال سے گریز کیا کرتے تھے، بعض اہل علم کے ہاں ان چار مہینوں کی حرمت وتعظیم کا حکم سب سے پہلے ملت ابراہیمی میں نازل ہوا تھا اور عرب جاہلیت کو ان مہینوں کا احترام وہیں سے ورثے میں ملا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کی حرمت کو برقرار رکھتے ہوئے صرف انہی کا ذکر فرمایا، ورنہ ماہ رمضان کا فضل واحترام اور شعبان وشوال کے روزوں کے فضائل، آیات وروایات میں واضح طور پر موجود

ہیں، سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں ماہ رمضان کا ماہِ محرم سے افضل ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً منقول ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہ محرم کے ہیں"۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ماہ محرم اور عاشورا، یعنی دس محرم کے بارے میں سرور کونین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہدایات ارشاد فرمائی ہیں، ماہ محرم اگرچہ پورا ہی حرمت وعظمت کا مہینہ ہے مگر اس کی دسویں تاریخ یعنی عاشوراء کا دن خصوصی برکتوں اور سعادتوں کا دن ہے، اس دن کی عظمت واہمیت کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کی ترغیب بیان فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں، ان سے وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا، اس لئے ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہم تمہاری بہ نسبت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن سے روزے کا حکم فرمایا"۔

امام ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے، اس روایت میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ:

"مدینہ آنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزے کا حکم دیا، رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہونے کے بعد بس رمضان کا روزہ ہی فرض رہ گیا اور عاشوراء کا وجوب ساقط ہوگیا، پس جو چاہے اس کا روزہ رکھے، اور جو چاہے چھوڑ دے"۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کے روزے کو دوسرے ایام کے روزوں پر اور رمضان کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر ترجیح دیتے تھے، صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود عاشوراء کا روزہ رکھتے اور ہمیں بھی اس روزے کی ترغیب دلاتے، اور ہم سے اس کا اقرار لیتے، لیکن رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے روزے کا حکم نہیں دیا اور ممانعت بھی نہیں فرمائی اور



CamScanner

نہ ہم سے اس کا کوئی عہد لیا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عاشوراء کا روزہ اگرچہ اس وقت واجب یا فرض تو نہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محبوب سنت اور بڑے اجر وثواب کا عمل ضرور ہے۔

یوم عاشوراء کے سلسلے میں روزے کے علاوہ دوسری چیز جس کا ثبوت روایات میں ملتا ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اہل وعیال پر خورونوش میں فراخی اور کشادگی کرنے کی ترغیب فرمائی، مشکوۃ شریف میں بیھقی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال کے خرچ میں فراخی کرے گا، اللہ تعالیٰ پورا سال اس کے لئے خرچ میں وسعت عطا فرمائیں گے"۔

عام طور پر لوگ ماہ محرم اور یوم عاشوراء کو اس لئے قابل احترام سمجھتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا الم ناک سانحہ اسی مہینے اور اسی دن میں پیش آیا تھا، اور اسی مناسبت سے اس مہینے میں ایسی بہت سی رسوم اور منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے جو سراسر معصیت اور اس مبارک مہینے کے احترام کے خلاف ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اس مہینے میں پیش آنا بالکل ایک اتفاقی امر ہے جس سے اس مہینے کے ادب واحترام کا کوئی تعلق نہیں۔

چار محترم مہینوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم مت کرو، مطلب یہ ہے کہ ان مہینوں میں، جن میں محرم الحرام کا مہینہ بھی شامل ہے، کوئی بھی ایسا کام نہ کرو، جو کہ "ظلم" کے زمرے میں آتا ہو، محرم کے مہینے میں جتنے بھی کام رائج ہیں مثلاً تعزیہ سازی، سینہ کوبی، ماتم ونوحہ، یہ سب کام ایسے ہیں کہ شریعت نے صراحت کے ساتھ ان کاموں سے منع فرمایا ہے اس لئے ان کاموں کا ارتکاب "ظلم" کے تحت داخل ہے جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ان کے علاوہ مسلم ممالک میں محرم کے ابتدائی دس دن جن مسائل ومشکلات کو لے کر آتے ہیں وہ کسی بھی شخص پر مخفی نہیں ہیں۔ محرم کے شروع ہونے سے پہلے ہی سرکاری ادارے ملک میں امن وامان کے حوالے سے بے حد فکر مند ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ مختلف مکاتب فکر کے نمائندوں کے ساتھ مشاورت کرتے ہیں اور دن رات اس سوچ وبچار میں بسر کرتے ہیں کہ کس طرح یہ دس دن امن وامان کے ساتھ گذریں گے،

اس کے لئے اچھے خاصے اخراجات بھی ہوتے ہیں اور پوری حکومتی مشینری حرکت میں آجاتی ہے، اہم اہم شاہراہیں بالکل بند کردی جاتی ہیں جس سے گذرنے والوں کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بازار مکمل طور پر بند ہوجاتے ہیں بلکہ یوں کہیں کہ پورا ملک سیل کردیا جاتا ہے جس کی وجہ سے کاروباری نقصان کے ساتھ ساتھ تعلیمی نقصان بھی بہت ہوجاتا ہے، اس ساری محنت کے باوجود بھی بعض اوقات اللہ بچائے کوئی نہ کوئی ایسا سانحہ پیش آجاتا ہے جس سے خاصا جانی ومالی نقصان ہوجاتا ہے۔

ذرا سچائی اور خدا خوفی کے ساتھ غور کیا جائے تو اس ساری پریشان کن صورتحال سے بچنا ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ یہ ساری رسوم کسی چار دیواری میں انجام دے لی جائیں اور جلوس وغیرہ کے ذریعہ پورے ملک کے بے قصور عوام کو اذیت اور کرب سے بچالیا جائے۔ ہماری درخواست اہل سنت اور اہل تشیع دونوں حضرات سے یہ ہے کہ وہ خدارا جلوس نکال کر لوگوں کے لئے مسائل ہرگز پیدا نہ کریں کیونکہ بارہا اس موضوع پر علمی تحقیق کی جاچکی ہے جس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جلوس نکالنے کا کوئی حکم نہ تو فقہ حنفی میں ہے نہ ہی فقہ جعفری میں ہے، یہ حکم نہ تو وجوب کے درجے میں ہے نہ ہی استحباب کے درجے میں ہے، پھر نہ جانے کیوں اس مکروہ امر کا ارتکاب کرکے ایک عذاب مسلمانوں پر مسلط کیا جاتا ہے، دوسری اہم بات ہے کہ مقدس شخصیات کے بارے میں اشارتاً یا کنایتاً بھی کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالی جائے جس سے ان کی بے ادبی کا ادنیٰ سا بھی شبہ پیدا ہوتا ہو، ورنہ اس سے ایسا اشتعال پیدا ہوتا ہے جس کو قابو کرنا پھر کسی کے بھی بس میں نہیں رہتا، تیسری تجویز یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز صرف سامعین تک محدود رکھی جائے اس سے زائد آواز کا ہرگز استعمال نہ کیا جائے ورنہ اس کی وجہ سے عام لوگوں کا سکون غارت ہوجاتا ہے، قانون نافذ کرنے والے اداروں سے بھی گذارش ہے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور جرم ثابت ہوجانے پر انہیں قرار واقعی سزا دینے سے بالکل گریز نہ کریں، خاص طور پر اشتعال انگیز اور توہین آمیز گفتگو ثابت ہونے پر فوری طور پر قانونی کارروائی کی جائے، ان اقدامات کے نتیجے میں امید ہے کہ ان شاء اللہ ماہ محرم میں ہم بدامنی جیسی مصیبت سے محفوظ رہیں گے۔

مولائے کریم ہمیں صحیح معنی میں ہدایت عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆



CamScanner

جنید اشفاق انکی

# حضرت شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکورانی المدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۸۱-۱۱۴۵ھ/۱۶۷۰-۱۷۳۳ء)

برصغیر پاک و ہند میں تقریباً ہر حدیث کی سند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے واسطے سے ہوتی ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ علم حجاز سے برصغیر منتقل کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی اکثر اسنادِ حدیث حضرت شیخ ابو طاہر المدنیؒ کے واسطے سے ہوتی ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں۔ ان اسناد حدیث میں آنے والی ہر ہر شخصیت علوم و معارف کی درخشاں تاریخ ہے۔ ان شاء اللہ العزیز ہر ہر شخصیت پر مستقل تعارفی مضمون پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سلسلے کا پہلا مضمون پیشِ خدمت ہے۔ یہ مضمون حضرت شاہ صاحبؒ کی سندِ حدیث میں آنے والی پہلی شخصیت، آپ کے استاد اور شیخ و مرشد حضرت شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنیؒ کے بارے میں ہے۔

## نام ونسب:

آپ کا معروف نام محمد اور کنیت ابو طاہر ہے۔ پیدائش ۲۱ رجب ۱۰۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی[1]۔ حضرت ابراہیم بن حسنؒ آپ کے والد اور شیخ و مرشد ہیں، شیخ احمد قشاشیؒ نے علم وتقوی کی بنا پر حضرت ابرہیم بن حسنؒ کو اپنی صاحبزادی نکاح میں دی تھی۔ حضرت شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنیؒ کی پیدائش حضرت شیخ قشاشیؒ کی اسی صاحبزادی کے بطن سے ہوئی تھی۔

(۱) سلک الدرر ج: ۴ ص: ۳۵

اپنے والد اور نانا سے آپ کی دہری نسبتیں ہیں، آپ کے والد آپ کے استاد اور شیخ و مرشد ہیں اسی طرح آپ کے نانا آپ کے والد ماجد کے استاد اور شیخ و مرشد ہیں، آپ کی حدیث کی سند دیکھی جائے تو پہلا نام آپ کے والد اور دوسرا نام آپ کے نانا کا نظر آتا ہے اور خرقہ خلافت کی طرف نظر کی جائے تب بھی پہلا نام آپ کے والد اور دوسرا نام آپ کے نانا کا دکھائی دیتا ہے۔

آپ کے والد اور نانا دونوں ہی اپنے وقت کے بڑے محدث اور بزرگ ہیں۔ آپ کے والد کبھی بغداد، شام اور مصر میں معرفت الٰہی کی تلاش میں سرگرداں تو کبھی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چھاؤں میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے پڑھاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، نانا خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قرآن مجید سنا دیتے ہیں، ان کی علم، بزرگی اور کرامات کے چرچے لوگوں کو بھلائے نہیں بھولتے۔ الغرض ددھیال اور ننھیال دونوں ہی ایسے میسر تھے جن سے علمی اور روحانی نسبتیں جوڑنے کے لیے اطراف عالم سے لوگ دوڑے چلے آ رہے تھے اور وہ نسبتیں آپ کو گھر کے آنگن میں نصیب ہو رہی تھیں۔

آپ کا سلسلہ نسب درج ذیل ہے:

محمد بن ابراهيم بن حسن بن شهاب الدين الكردي الشهروزي المدني الشافعي الشهير بالكوراني (۱)

حضرت شیخ عبد الحلیم چشتی ؒ نے اپنی کتاب فوائد نافعہ میں شیخ ابراہیم بن حسن ؒ کے پوتے کے حوالے سے آپ کا نام محمد عبد السمیع نقل فرمایا ہے۔ (۲)

حضرت شیخ عبد الحلیم چشتی صاحب ؒ کے اس قول کی تائید شیخ عبد الحی الکتانی ؒ کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے:

وقفت على تحليته منقولة عن خط ابن الطيب الشركي: ب " الصالح الفاضل المشارك الدراكة مسند الحرمين الشريفين أبي طاهر محمد عبد السميع بن أبي

---

(۱)۔ معجم المؤلفین ج:۸ ص:۱۹۶

(۲)۔ فوائد نافعہ ص:۲۱۶

العرفان إبراهيم [1]

ان دونوں حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا اصل نام "محمد عبد السمیع" تھا تاہم کتب میں اکثر و بیشتر آپ کا نام محمد بن ابراہیم ہی نقل کیا جاتا ہے۔ممکن ہے آپ کا اصل نام محمد عبد السمیع ہو اور آپ اپنے نام کے صرف پہلے حصے محمد سے بلائے جاتے ہوں۔اس لیے کسی جگہ محمد بن ابراہیم اور کسی جگہ محمد عبد السمیع بن ابراہیم نام نقل کر دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

آپ نسلا کرد قبیلے کی شاخ کوران سے تعلق رکھتے ہیں۔کوران قبیلہ شہرزور، شہر میں آباد تھا۔آپ کے والد ابراہیم بن حسنؒ کی پیدائش اسی شہر میں ہوئی تھی۔ بعد میں آپ کے والد مدینہ منورہ منتقل ہو گئے تھے، اور آپ کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہی ہوئی تھی۔ اس تمام پس منظر کی وجہ سے آپ کو "الکردی، الکورانی ،الشہر زوری، المدنی" کی نسبتوں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ان تمام نسبتوں میں الکورانی کی نسبت سے آپ زیادہ معروف ہیں۔

تاج العروس میں کوران اور شہر زور کے حوالے سے ذیل کی تفصیل موجود ہے:

کوران (ضمہ کے ساتھ)، کردوں کا قبیلہ ہے، اس قبیلے میں محدثین علماء کرام کافی تعداد میں پیدا ہوئے، ان میں سب سے آخری ہمارے شیوخ کے شیخ علامہ ابوالعرفان ابراہیم بن حسن تھے۔

شہر زور (زبر کے ساتھ)، زور بن ضحاک کا بسایا ہوا شہر ہے اور اسی کی طرف منسوب ہے۔آج کل اربل اور ہمذان کے مابین پہاڑوں میں واقع کھلا علاقہ ہے، اس کے رہنے والے سارے کے سارے کرد ہیں.... ... متاخرین میں شیخ ابراہیم بن حسن بھی اسی علاقے کی طرف منسوب ہیں۔ [2]

## تعلیم وتربیت:

آپ ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھول رہے تھے جو گھرانہ علم ومعرفت میں اپنی مثال آپ تھا۔آپ کو اپنے والد کی صورت میں عظیم شیخ اور بہترین معلم گھر کی دہلیز پر دستیاب تھا۔آپ نے بسم اللہ اپنے والد کی آغوش ہی میں کی تھی۔

---

(۱)۔ فہرس الفہارس ج:۱ص:۴۹۵

(۲)۔ تاج العروس (ک ور۔۔۔۔۔ش ہ ر)

صاحب "سلک الدرر" لکھتے ہیں:

آپ نے والد کی آغوش میں پرورش پائی، قرآن کریم پڑھا اور علم حاصل کیا۔ آپ نے اپنے والد سے مختلف علوم پڑھے تھے (۱)۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ آپ کے حالات کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"..... آپ نے کتب عربیہ کی تعلیم سیبویہ وقت سید احمد ادریس مغربی سے حاصل کی ..... فقہ شافعی کی تعلیم شیخ طولونیؒ سے، معقولات روم کے مشہور زمانہ متبحر عالم منجم باشی سے، اور علم حدیث اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ اس کے بعد وہ شیخ حسن عجمی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بہت استفادہ کیا۔ ان کے بعد شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بصری کی خدمت میں پہنچے اور شیخ عبداللہ بصری سے شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی اور انہی سے مسند امام احمد دو ماہ سے کم عرصے میں سنی۔ اس کے علاوہ آپ نے وقتاً فوقتاً حرمین شریفین میں باہر سے آنے والے علماء و مشائخ سے بہت کچھ حاصل کیا، ان میں ایک شیخ عبداللہ لاہوری تھے جن سے آپ نے ملّا عبد الحکیم سیالکوٹی کی کتابیں روایت کیں اور ان کا سلسلہ شیخ عبداللہ لبیب کے ذریعے خود مولانا تک پہنچا ہے۔ اس طرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتابیں بھی آپ نے اسی واسطے سے پڑھیں۔ مولانا سیالکوٹی نے خود ان سے ان کتابوں کی روایت کی اجازت لی تھی، اور ان میں سے شیخ سعید کوکنی سے بھی آپ نے بعض عربی کتابیں اور فتح الباری کا چوتھا حصہ پڑھا۔ (۲)"

حدیث کا علم آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا تھا۔ آپ کی صحیح البخاری کی سند تبرکاً پیش خدمت ہیں۔

..... الشیخ ابو طاہر محمد بن ابراھیم الکردی قال: اخبرنا والدی الشیخ ابراھیم ، قال: قرأت علی الشیخ احمد القشاشی قال :اخبرنا احمد بن علی بن عبد القدوس ابو المواھب الشناوی ، قال: اخبرنا الشیخ شمس الدین محمد بن احمد بن

(۱)۔ سلک الدرر ج:۴ ص:۳۵

(۲)۔ مجموعہ رسائل حضرت شاہ ولی اللہ ج:۳ ص ۴۷۶، ۴۷۷ (رسالہ: انفاس العارفین، ترجمہ: سید محمد فاروق، ترتیب: مفتی عطاء الرحمن قاسمی)

محمد الرملی ، عن شیخ الاسلام ابی یحیی احمد زکریا بن محمد الانصاری، قال: قرأت علی الشیخ شهاب الدین احمد بن علی بن حجر الکنانی العسقلانی صاحب فتح الباری ، عن شیخ زین الدین ابراهیم بن احمد التنوخی ، عن ابی العباس احمد بن ابی طالب الحجار ، عن شیخ سراج الدین الحسین بن المبارک الحنبلی الزبیدی ، عن شیخ ابی الوقت عبد الاول بن عیسی بن شعیب السجزی الهروی ، عن الشیخ ابی الحسن عبد الرحمن بن محمد بن المظفربن داود الداودی ، عن ابی محمد عبدالله بن احمدالسرخسی ، عن ابی عبد محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری ، وهو من ارشد تلامذة الامام البخاری عن مؤلفه امیر المؤمنین فی الحدیث ابی عبدالله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن بردزبة الجعفی البخاری رحمهم الله تعالی و نفعنا بعلومهم ، آمین (۱)

مختلف چشموں سے سیراب ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں حلقہ درس قائم فرمایا، یہ درسگاہ بھی تھی اور خانقاہ بھی! کبھی یہاں احادیث مبارکہ کے زمزمے گونجتے اور کبھی اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہوتیں۔ یہی وہ چشمہ تھا جہاں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سیراب ہوئے ، اور پھر پورے برصغیر میں علوم و معارف کے دریا بہائے، ان کے پینے والوں میں کوئی حجۃ الاسلام، کوئی فقیہ ملت، کوئی شیخ الہند، کوئی شیخ العرب والعجم، کوئی حکیم الامت اور کوئی شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہوا اور یہ سلسلہ الحمدللہ آج بھی جاری وساری ہے کہ حدیث پڑھنے والے کسی بھی طالب علم کی سند آج بھی آپ کے نام کے بغیر ادھوری ہے۔

خدا جانے حضرت شیخ ابو طاہر المدنیؒ اخلاص کے کس مقام پر فائز تھے کہ ان کے لیے صدقہ جاریہ کی سینکڑوں صورتیں آج تک موجود ہیں۔ اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو!

### مقام و مرتبہ:

آپ کثیر الدروس تھے ،طلباء آپ سے خوب مستفید ہوئے۔آپ ایک مدت تک مدینہ منورہ میں شافعی

---

(۱)۔ ماخوذ من "ثبت العثمانی"

مسلک کی مسند افتاء پر رونق افروز رہے۔ (۱)

آپ بہت زیادہ لکھنے والے تھے یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے تقریبا 70 جلدیں لکھی تھیں۔ (۲)

آپ بہترین محدث، فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف سلاسلِ طریقت کے فیض یافتہ بزرگ تھے۔

"آپ شروع ہی سے علم اور علماء کی طرف راغب تھے، خرقہِ خلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا، جنھوں نے آپ کے لیے بے شمار بزرگوں سے خرقہ واجازت لی تھی۔ ان بزرگوں میں ایک شیخ محمد بن سلیمان مغربیؒ تھے" (۳)۔

طاعت میں خوب کوشش کرتے اور علم و مذاکرہ میں مشغول رہتے تھے۔ انتہائی رقیق القلب اور کثیر البکاء طبیعت کے مالک تھے (۴)۔

سراپا سوز و گداز تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھتے پڑھاتے بارہا آپ کی آنکھیں نم ہوجاتیں، ذراسی بات پر دل کے تاروں میں جنبش پیدا ہوجاتی اور اشکوں کی لڑی رخساروں پر بہنے لگتی۔

یہ سانحہ بھی محبت میں بارہا گذرا
کسی نے حال بھی پوچھا تو آنکھ بھر آئی

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"الغرض آپ سلف صالحین کے تمام اوصاف مثلاً تقوی، عبادت، علمی شغف، بحث و تمحیص میں انصاف پسندی سے متصف تھے۔ جب آپ سے کسی مسئلہ کے بارے میں رجوع کیا جاتا تو جب تک پورا غور وفکر اور کتابوں سے اس کی تحقیق نہ کر لیتے، جواب نہ دیتے۔ آپ اس قدر رقیق القلب تھے کہ جب بھی کوئی اس طرح کی حدیث پڑھتے تو

---

(۱)۔ سلک الدرر ج:۴ ص:۳۵

(۲)۔ فہرس الفہارس ج:۱ ص:۴۹۶

(۳)۔ مجموعہ رسائل حضرت شاہ ولی اللہ ج:۳ ص:۴۷۶ (رسالہ: انفاس العارفین، ترجمہ: سید محمد فاروق، ترتیب: مفتی عطاء الرحمن قاسمی)

(۴)۔ ابجد العلوم ص:۶۴۴

آنکھیں پرنم ہو جاتیں، لباس وغیرہ میں کوئی تکلف نہ برتتے اور خدام سے بھی تواضع سے پیش آتے۔

صحیح بخاری کی قراءت کے دوران جب روایاتِ حدیث اور فقہ کے اختلافات سامنے آتے تو شیخ ابوطاہرؒ فرماتے کہ یہ تمام اختلافات سرورِ کائنات ﷺ کی انتہائی جامعیت (جامعیت کبریٰ) کا نتیجہ ہیں جو اپنے اندر کونین کی تمام تر اضداد و موافقات سموئے ہوئے ہیں۔راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ یہ ایک نہایت گہرا نکتہ ہے جس پر تدبر کی ضرورت ہے۔(۱)"

معاصرین علماء کرام آپ کے علم و فضل کے معترف تھے،محمد بن عبدالرحمن الغزیؒ اپنی کتاب "لطائف المنة" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ میں دیانت،عبادت،تواضع اور عاجزی وانکساری میں آپ کے مثل کوئی نہیں دیکھا۔سوائے ملّا الیاس کورانیؒ کے کہ وہ ان صفات میں آپ کے قریب تھے۔(۲)

## آپ کا سلسلہ طریقت:

آپ کے والد محترم اپنے وقت کے بڑے محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مسند طریقت کے عظیم شیخ بھی تھے۔جنھوں نے اولیاء کرام کی ایک پوری جماعت سے استفادہ کیا تھا اور سب سے زیادہ فیض اپنے استاد اور شیخ و مرشد حضرت شیخ احمد قشاشی سے حاصل کیا تھا۔شیخ احمد قشاشیؒ نے آپ کے والد شیخ ابراہیم بن حسنؒ کو خصوصی توجہات سے نوازا تھا اور اپنی دختر نیک اختر کا نکاح بھی ان سے کیا تھا۔حضرت شیخ ابوطاہر المدنیؒ کو اسی صاحبزادی کی مبارک گود نصیب ہوئی تھی۔بچپن ہی سے تکوینی طور پر تربیت کا انتظام ہو چکا تھا،آپ کی شخصیت میں رنگ بھرنے کے لیے کائنات کے بہترین رنگ دستیاب تھے،پھر انہی رنگوں نے اپنا اثر دکھایا اور شیخ ابو طاہر المدنیؒ اپنے وقت کے بڑے فقیہ،محدث اور کئی سلاسل طریقت کے فیض یافتہ بزرگ بنے۔آپ نے اپنے والد سے مختلف سلاسل کے خرقے حاصل کیے تھے۔ان خرقوں کی اسناد بھی آپ کی

---

(۱)۔ مجموعہ رسائل حضرت شاہ ولی اللہ ج: ۳ ص: ۴۷۸ (رسالہ: انفاس العارفین، ترجمہ: سید محمد فاروق، ترتیب: مفتی عطاء الرحمن قاسمی)

(۲)۔فہر الفھارس: ج:۱ ص:۴۹۵

احادیث کی اسناد کی طرح محفوظ ہیں۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مختلف سلاسل کی کئی اسناد ذکر فرمائی ہیں۔تبرکاً سلسلہ قادریہ کی سند پیش خدمت ہے:

"(شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردیؒ) نے خرقہ پہنا اپنے والد سے، اور ان کے والد نے پہنا ہاتھ سے اپنے شیخ احمد قشاشی کے، اور ان کو خرقہ قادریہ میں کئی طریقہ ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ انہوں نے پہنا ہاتھ سے شیخ احمد شناوی کے، ساتھ اس لباس کے جو انہوں نے اپنے والد علی بن القدوس سے پہنا تھا، اور علی بن القدوس نے پہنا شیخ عبد الوہابؒ سے، انہوں نے جلال الدین سیوطی سے، انہوں نے روضہ مصر میں شیخ کمال الدین محمد عرف امام الکاملیہ سے روبرو کعبہ شریف کے، انہوں نے شمس الدین محمد بن محمد جزری سے، انہوں نے عمر بن حسن بن امیلہ المراغی سے، انہوں نے عزا احمد بن ابراہیم فاروقی سے، انہوں نے امام محی الدین محمد بن علی بن عربی سے قدس سرہ...، اور محی الدین عربی نے پہنا جمال الدین یونس بن یحی بن ابوالبرکات ہاشمی عباسی سے مکہ معظمہ میں سامنے رکن یمانی کے مسجد الحرام میں، اور انہوں نے پہنا شیخ الوقت عبدالقادر جیلانیؒ سے.... پھر شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ نے خرقہ پہنا ہاتھ سے شیخ ابو سعید مبارک بن علی بن حسین بن بندار بغدادی مخرمی کے.... اور شیخ ابو سعید نے ہاتھ سے ابو الفرح محمد بن عبد اللہ طرطوسی کے، ان کو پہنایا ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز بن حارث تمیمی اور ان کے استاد ابوبکر بن محمد دلف بن حلف بن محمد بن حجذر شبلی نے، ان کو پہنایا سید الطائفہ استاد ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی نے قدس سرہ..." (۱)

## حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی آپ سے نسبتیں:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے برصغیر پاک و ہند میں دین متین کی عظیم ہمہ جہتی خدمات سرانجام دی ہیں۔اس خطے میں ہر حدیث کی سند تقریباً حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے واسطے ہی سے سرکارِ دو جہاں

(۱)۔مجموعہ رسائل حضرت شاہ ولی اللہ ج:۶ ص:۲۳۰،۲۳۱ (رسالہ: الانتباہ فی سلاسل اولیاء، ترجمہ: سید عبد الغنی، تحقیق: مفتی عطاء الرحمن قاسمی)

صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ خدمات آپ کے استاد اور شیخ و مرشد حضرت شیخ ابو طاہر الکردی المدنیؒ کی تعلیمات کا نتیجہ تھیں جن سے آپ نے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔حضرت شاہ صاحب نے اپنے رسالے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء " میں کئی معروف اور غیر معروف سلاسل کا تذکرہ کیا ہے، اور ان سلاسل کی اسناد بیان فرمائی ہیں۔ان میں اکثر سلاسل کے خرقے آپ کو اپنے شیخ ابو طاہر المدنی ہی سے حاصل ہوئے تھے اور شیخ ابو طاہر المدنی نے یہ تمام خرقے اپنے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم بن حسنؒ سے حاصل کیے تھے اسی طرح احادیث کی جتنی اسناد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے واسطے سے اوپر کے بزرگوں تک پہنچتی ہیں، تقریباً ان تمام اسناد میں شیخ ابو طاہر المدنی ، اپنے والد ماجد شیخ ابراہیم بن حسنؒ سے روایت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

شیخ ابو طاہر المدنیؒ کی زندگی پر آپ کے والد ماجد شیخ ابراہیم بن حسنؒ کے علوم و معارف اور فکر کی گہری چھاپ تھی ، یہی رنگ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تک منتقل ہوا اور پھر یہی رنگ دارالعلوم دیوبند سے ہوتا ہوا چہار دانگ عالم میں پھیلا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت شاہ صاحب کا شیخ ابو طاہر المدنیؒ بلکہ اس پورے گھرانے سے وارفتگی کی حد تک تعلق تھا۔آپ اس گھرانے کے افراد سے بلا تکلف اپنے دل کی بات فرما لیا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپ نے اپنے استاد شیخ ابو طاہر المدنیؒ کے صاحبزادے، شیخ ابراہیم بن ابو طاہر المدنیؒ کو ایک خط تحریر فرمایا جس میں جواب نہ ملنے کا بے تکلفی سے تذکرہ فرمایا۔اس خط سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس خانوادے کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کے کتنے گہرے مراسم تھے۔حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں

> "..... میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں آپ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔ میں نے اس مکتوب سے پہلے بہت سے مکاتیب آپ کو اور لکھے ہیں، لیکن آنجناب نے ان کے جواب سے مشرف نہیں فرمایا اور آنجناب نے ہمیں سلام اور گرامی نامہ کے ذریعہ عزت نہیں بخشی۔ ہم آپ سے اس بے التفاتی کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ گزشتہ طرز عمل

کے برخلاف، حاملِ رقعہ کے ہاتھ یا ہر اس شخص کے ہاتھ جو ان مقامات مقدسہ سے ہماری طرف کو آئے، اس عریضے کا جواب عنایت فرمائیں اور ہمیں اپنی اور اپنی اولاد و اصحاب کی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں (۱)۔"

## سانحہ ارتحال:

اب وہ گھڑی سر پر آن پہنچی تھی جو ہر شخص کے لئے مقدر ہے، ساری زندگی مدینہ منورہ میں بسر کرنے والے اس بزرگ کی عمر کی آخری ساعتیں مدینہ منورہ کو الوداع کہنے کے لیے تیار تھیں، بقیع پاک کی آغوش آپ کی منتظر تھی اور وہاں مدفون آپ کے والد اور نانا آپ کی راہ دیکھ رہے تھے، آپ ۴ رمضان المبارک ۱۱۴۵ھ کو اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے (۲)۔ انا للہ وانا الیہ راجون

جان کرمن جملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ خبر حجاز سے ہندوستان پہنچی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے دل کا بوجھ کاغذ کے سپرد کیا، اور اپنے استاد زادے حضرت شیخ ابراہیم بن شیخ ابو طاہر مدنیؒ کو ایک رقت آمیز خط لکھا۔ یہ خط پڑھتے ہوئے آپ کے غم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ملاحظہ فرمائیے گا:

"..... امابعد۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو عظیم کردے، اور ہمارے شیخ (آپ کے پدر بزرگوار) شیخ ابو طاہر مدنی کی وفات پر آپ کو صبر جمیل کا الہام القاء فرمائے۔ بیشک میں خود انتہائی غمگینی کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہوں کہ میری تعزیت کی جائے اور حضرت شیخ کے انتقال پر دعائے صبر کے ساتھ مجھے بار بار تسلی و تشفی دی جائے۔ اللہ کی قسم جب سے میں نے حضرت استاذ معظم کی خبر وفات سنی ہے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے (منہ موڑ کر) اپنے رب اور جنت کی طرف منتقل ہو گئے ہیں، برابر ایسے قلق میں مبتلا ہوں جو

(۱)۔ نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ج:۲ ص:۱۳۲ (تحقیق و ترجمہ: مولانا نسیم احمد، شائع شدہ: شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت ضلع مظفر نگر)
(۲)۔ فہرس الفہارس ج:۱ ص:۴۹۵

جگر شگاف ہے اور ایک ایسے اضطراب میں ہوں جو کہ آشوب چشم کے مریض (آنکھیں دکھنے والے) کو ہوا کرتا ہے۔ میرے اوپر ایک ایسا بادل گھرا ہوا ہے جو غم و الم کی بارش برسا رہا ہے اور میرے نیچے بھڑکتی ہوئی آگ کا ایک دریا ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ اور یہ کیفیت غم و الم کیوں نہ ہو جب کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اہل زمین کے واسطے مجسم برکت اور اس پر بسنے والوں کے لیے ایک روشن دلیل اور حجت تھے۔ جو دار الہجرۃ کے امام تھے اور اعیان و اکابر مدینہ منورہ میں بہترین شخصیت تھے۔ میرے اوپر ان کی جو مہربانیاں تھیں اس کے آثار نمایاں اور ظاہر تھے۔ ان کے ساتھ میری محبت بھی ضرب المثل تھی۔ اس محبت کی کنہ و حقیقت کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا۔ میں ان کی یہ بات کبھی نہیں بھولوں گا کہ میری (مدینہ منورہ) سے واپسی کا وقت ہوا، اور قافلہ کے اونٹوں نے جدائی کے قریب پہونچایا اور فراق قریب ہو گیا تو میں نے حضرتؒ سے مختلف باتوں کو عرض کیا اور یہ شعر پڑھا

(ترجمہ شعر عربی)

"میں ہر اس راستے کو بھول گیا جس کو میں جانتا پہچانتا تھا، مگر وہ راستہ (یاد ہے) جو مجھ کو آپ کے گھر تک پہونچاتا ہے"

پس ان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں، اور ان کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے یہاں تک کہ ان کے گریہ و بکا نے ان کو گلو بستہ کر دیا۔ (یعنی ان کی آواز بندھ گئی)۔ اس کے بعد انہوں نے میرے لیے اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعا کی۔ میں یہ بات کبھی فراموش نہیں کروں گا کہ جب میں نے حضرت والا سے معلوم کیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ عمر ہے جو موت کی منزل ہوتی ہے یعنی ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے۔

(ترجمہ عربی شعر)

"اگر میں چاہوں کہ خون کے آنسو روؤں تو البتہ میں ایسا کرسکتا ہوں۔لیکن صبر کا میدان بہت وسیع ہے"

اور اسباب گریہ کے ہجوم اور غم و الم کی وجہ سے زمین و آسمان کی تنگی کے وقت یہ امر میرے دل کی تسلی اور میرے اعتماد کا عصاء (سہارا) بن جاتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ جیسا فرزند اپنا قائم مقام چھوڑا ہے۔خدا کرے کہ مجد و شرف آپ کے قیام اور زندگی کی وجہ سے ہمیشہ رہے۔ بیشک شیر کا بچہ شیر کے مشابہ ہوتا ہے اور باپ کا راز بیٹے سے نمایاں ہوتا ہے.... ...(۱)"

حضرت شیخ ابوطاہر المدنی اپنے والدِ ماجد کے بہترین جانشین ثابت ہوئے تھے۔ایک ایسے جانشین جنھوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جیسا شاگردِ رشید تیار کر کے حجاز سے ہندوستان روانہ کیا، پھر اس شاگرد نے پورے برصغیر پاک و ہند کے لیے علمی ،فکری اور استنادی حیثیت سے مرجع و ماخذ کا کردار ادا کیا۔ آج اس خطہ میں دین کی کوئی بھی بات سمجھی یا سمجھائی جاتی ہے تو یقیناً اس کا ثواب حضرت شیخ ابوطاہر المدنیؒ کی روح کو پہنچتا ہے کہ یہ سب آپ ہی کا فیض ہے۔

چھپالیا جسے پت جھڑ کے زرد پتوں نے
ابھی تلک ہے بہاروں پہ حکمراں وہ شخص

اللہ تعالی آپ کی قبر کو بقعۂ نور بنائے اور آپ کے فیض کو رہتی دنیا تک جاری وساری فرمائے۔آمین۔

☆☆☆

(۱)۔ نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ج:۲ ص:۱۲۴ (تحقیق وترجمہ: مولانا نسیم احمد، شائع شدہ: شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت ضلع مظفرنگر)

مولانا معاذ اشرف صاحب
نبیرۂ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

# سیدی وسندی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں تلہ گنگ کا سفر

(چوتھی اور آخری قسط)

## اہلِ عقیدت اور اہلِ محبت میں فرق

ایسے مواقع پر مجھے ہمیشہ اپنے نانا (مفتی اعظم پاکستان) حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب قدس سرہ کا یہ جملہ یاد آتا ہے جو وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علماء سے تعلق رکھنے والے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں، ایک اہلِ عقیدت اور دوسرے اہلِ محبت۔۔۔اہلِ عقیدت جس سے عقیدت رکھتے ہیں اس کی راحت کا خیال نہیں رکھتے، بلکہ عقیدت میں وہ وہ کام کر جاتے ہیں جو بعض اوقات صرف اور صرف اذیت کا باعث ہوتے ہیں۔ جبکہ اہلِ محبت راحت رسانی کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، ان کی محبت عقیدت پر غالب ہوتی ہے۔۔پھر مزاح کے طور پر فرماتے تھے کہ اہلِ عقیدت سے بچنا چاہیے!

## مصافحہ بازی۔دوسروں کو اذیت پہنچانا

اور اس طرح زبردستی موقع محل دیکھے بغیر، دوسروں کو تکلیف میں ڈال کر بس مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دینے اور زبردستی مصافحہ کرنے پر تو حضرت آخری عمر میں سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ اور اس عمل کو "مصافحہ بازی" کہا کرتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ اللہ کے بندو! سلام کرنا، جو کہ ضروری ہے، وہ تو کرتے

گرمی ہو، محض ہاتھ ملانے کو باعثِ ثواب اور ضروری سمجھ رکھا ہے!

حقیقت یہی ہے کہ ہمارے ہاں عموماً اس کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔ مصافحہ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے، اور اس پر اس قدر شدت کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ گویا سب ثواب اور انوار و برکات اسی میں پوشیدہ ہیں اور چاہے اس کے لیے لوگوں کو دھکے دینے پڑیں یا گردن پھلانگنی پڑے، یا چاہے اس عمل سے انہی اللہ والوں کو اذیت ہوتی ہو جن سے مصافحہ کے لیے بے تاب ہوئے جاتے ہیں۔ حالانکہ کسی مسلمان کو اذیت پہنچانا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کی قدر دانی اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

## چند قیمتی باتیں

بہر حال درس بخاری کے بعد حضرت والا اور مولانا عبد الستار صاحب کی معیت میں ہم سب مسجد کے سامنے والی بلڈنگ کے ایک کمرے حضرت والا کی بہت قیمتی گفتگو سے مستفید ہوئے۔ جس کے چند نکات یہاں تحریر کیے جا رہے ہیں:

حضرت نے فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ دورہ حدیث کے تمام اسباق خود پڑھایا کرتے تھے۔

اس موقع پر مولانا عبد الستار صاحب فرمانے لگے، غالباً آخری عمر میں حضرت (گنگوہیؒ) کی بینائی چلی گئی تھی؟ حضرت والا نے فرمایا کہ جی ہاں بینائی باقی نہ رہی تھی اور حضرت گنگوہیؒ نے اپنی جیبی گھڑی کا شیشہ نکال دیا تھا اور چھو کر وقت معلوم کرتے تھے۔ وہ گھڑی پھر حضرت گنگوہیؒ نے میرے دادا، مولانا یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی جو بعد میں میرے والد ماجد (مفتی محمد شفیع عثمانی قدس سرہ) کے پاس پہنچی اور اب الحمد للہ وہ گھڑی میرے پاس موجود ہے۔

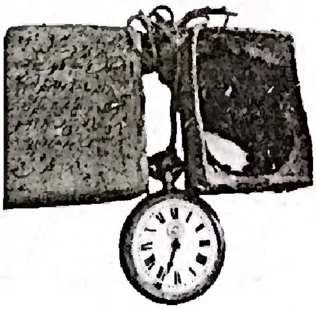

اپنے دادا مولانا یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے ، اسی طرح دادیؒ کا تذکرہ فرمایا کہ وہ بھی حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھیں اور وہ ایسی اللہ والی تھیں کہ ان کے ہر سانس کے ساتھ اللہ اللہ کی آواز نکلتی تھی جو باقاعدہ سنی جاسکتی تھی۔ فرمایا کہ داداؒ کی زیارت تو مجھے نصیب نہ ہوئی البتہ دادی صاحبہؒ کی زیارت بار بار نصیب ہوئی۔

اسی مجلس میں ایک طالب علم نے یہ سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ ہمارے اسلاف کی اکثر تصنیفات فارسی زبان میں موجود ہیں جن سے کما حقہ فائدہ تب تک نہیں اٹھایا جاسکتا جب تک کہ فارسی سمجھ نہ آتی ہو۔ تو کیا فارسی کی اتنی معرفت ہونی چاہیئے کہ ان کتابوں سے استفادہ ہوسکے؟

حضرت والا نے فرمایا:

فارسی کے احیاء کی ضرورت ہے کیونکہ عربی کے بعد ایک بڑا دینی سرمایہ اسی زبان میں محفوظ ہے۔ البتہ اب اُن مشہور فارسی کتابوں کو پڑھنے والے کم ہیں۔ مثنوی رومی، گلستان ، بوستان ، نفحات الانس کو اب کون پڑھتا ہے؟ البتہ ہمارے ہاں جامعہ دارالعلوم کراچی میں اس کی ترتیب ہے۔

جس پر حضرت مولانا عبدالستار صاحب نے بھی گذشتہ سال سے بیت السلام میں ایسی ہی ایک ترتیب جاری ہونے کا ذکر فرمایا۔

ایک طالب علم کے سوال پر اسے امتحانات میں کامیابی کا ایک وظیفہ بھی بتایا اور فرمایا کہ والد صاحبؒ نے مجھے ایک عمل بتایا ہوا تھا کہ جب امتحان گاہ میں جاؤ تو پرچہ کھولنے سے پہلے دائیں ہاتھ کی پانچ انگلیوں پر کٓھٰیٰعٓصٓ اس طرح پڑھوں کہ پہلے چھوٹی انگلی پر" کاف" کہہ کر انگلی بند کرلو، پھر ہر ہر حرف پر ایک ایک انگلی بند کرتے چلے جاؤ، اُس کے بعد "کُفیتُ" کہو۔ پھر" حٰمٓعٓسٓقٓ" اس طرح پڑھو کہ" حا" کہہ کر چھوٹی انگلی کھولو، پھر ہر ہر حرف پر ایک ایک انگلی کھولتے چلے جاؤ، پھر" حُمِیتُ" کہو۔ اور اپنا تجربہ یہی بتایا کہ اس سے الحمدللہ کامیابی ہوتی تھی۔

اس کے بعد حضرت والا نے اسلامی اسکولوں کے سربراہان کے ساتھ ایک نجی نوعیت کی میٹنگ میں شرکت فرمائی جو پہلے ہی سے طے تھی۔ میٹنگ کے بعد ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ پھر تقریباً ۴ بجے ہم سب کراچی کے لیے روانہ ہوئے، حضرت کو گاڑی تک روانہ کرنے کے لیے ایک جم غفیر تھا، جس کی وجہ سے مجھے حضرت کی

گاڑی تک پہنچنے کا موقع نہ مل سکا چنانچہ میں حضرت کی گاڑی کے بالکل پیچھے موجود گاڑی میں بیٹھ گیا جس کی اطلاع بھی حضرت کو دے دی تھی، جب کہ مولانا حسان اشرف عثمانی صاحب حضرت کی گاڑی میں ہی بیٹھ گئے تھے۔ پروگرام کے مطابق اب ایک گاڑی میں حضرت والا کو اسلام آباد شہر تشریف لے جانا تھا جبکہ مجھے اور مولانا حسان صاحب کو اسلام آباد ائیر پورٹ جانا تھا۔ چنانچہ اسلام آباد کے قریب ایک جگہ رک کر مولانا حسان صاحب بھی بندے کی گاڑی میں آ گئے، حضرت والا اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گئے اور ہم لوگ کچھ دیر بعد اسلام آباد ائیر پورٹ پہنچ گئے۔

تلہ گنگ سے اسلام آباد تک کا راستہ کچھ وجوہ کی بنا پر طوالت اختیار کرتے ہوئے تقریباً ڈھائی گھنٹہ پر محیط ہو گیا تھا، جس کے دوران حضرت والا دامت برکاتہم کی دو تین بار کال صرف یہ پوچھنے کے لیے آئی کہ سفر خیریت سے گزر رہا ہے؟ دوران سفر گاڑی وغیرہ میں بھی حضرت کو ہمیشہ مشغول پایا، اور کئی طرح کی فکرات الگ ہوتی ہیں، اس کے باوجود دو تین بار اس طرح فون کال کر کے حال معلوم کرنا، یہ ہمارے بزرگوں کی شفقت اور محبت کا وہ پہلو ہے جس کو اول تو محسوس کرنے نیز اس کو اپنانے کی طرف ہماری توجہ نہیں ہوتی۔

بہر حال اسلام آباد ائیر پورٹ پر پہنچے تو حسب سابق بورڈنگ پاس تیار تھے، اور کچھ ہی دیر میں ہم ائیر پورٹ کے ویٹنگ لاؤنج میں تھے، جہاں کافی پی کر ہم نے دن بھر کی تھکن اتارنے کی ادنیٰ سی کوشش کی۔ کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ کراچی کے دیگر احباب مثلاً جناب یاسین صاحب اور جناب کاشف حبیب صاحب وغیرہ بھی آ گئے۔ اور جب فلائٹ کا اعلان ہوا اور جہاز میں پہنچے تو یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ پھر سے "کاک پٹ" میں سفر کا موقع میسر آ رہا ہے، اور اس بار دن کے بجائے یہ سفر رات میں ہوگا۔ چنانچہ واپسی کا سفر بھی پر لطف رہا اور آخر کار ہم رات تقریباً ۹ بجے کے قریب کراچی واپس پہنچ گئے۔

بظاہر یہ تقریباً ایک دن کا سفر تھا، لیکن اس سفر میں حضرت والا دامت برکاتہم سے جو کچھ حاصل ہوا وہ یقیناً ان شاء اللہ ایک قیمتی سرمایہ ہے جو عمر بھر رہنمائی کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس طلب کو اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی نصائح اور باتوں کو قبول فرمائیں اور ان کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

☆☆☆

محمد زکریا نعمانی

# اولڈ ہومز میں آنسو بہاتی مائیں

۱۹۵۶ء میں امریکی حکومت نے پینسٹھ سال سے زائد العمر محتاج اور ضرورت مند لوگوں کی دیکھ بھال کے لئے (Medicare) نامی ایک ادارہ قائم کیا تھا، جس میں مختلف بوڑھے اور ضرورت مند لوگوں کو رکھ کر ان کی ضرورتیں پوری کی جاتی تھیں، رفتہ رفتہ اس ادارے سے مختلف شعبے بنتے رہے، ان میں سے ایک شعبہ ( Old Age care homes ) کے نام سے ہے، جہاں بے گھر بڑی عمر کے لوگوں کو مختلف سہولیات فراہم کی جاتی ہے۔

مغربی معاشرے میں خاندان کا تصور فنا ہو چکا ہے، وہاں ہر کوئی (Privacy) چاہتا ہے، تنہا اور الگ رہنے کو ترجیح دی جاتی ہے اور الگ رہنے میں کوئی کوفت اور تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیونکہ وہاں کا ماحول ہی تنہائی پسندی کا ہے۔ لہٰذا اولاد کی شادی کے بعد بہت سارے ماں باپ اولڈ ہاؤس منتقل ہو جاتے ہیں جن کے لئے وہاں مقامی حکومت کی طرف سے ہر طرح کی سہولیات میسر ہوتی ہیں۔

مغرب کی نقالی کرتے ہوئے پاکستان میں بھی اولڈ ہومز بننا شروع ہو چکے ہیں، اس وقت پاکستان کے مختلف شہروں میں تقریباً تیس اولڈ ہومز بنے ہوئے ہیں، یہ سارے اولڈ ہومز پرائیویٹ ہیں، حکومت کی طرف سے ان کی خاطر خواہ مدد نہیں کی جاتی، مختلف ادارے اپنی مدد آپ کے تحت اولڈ ہومز چلا رہے ہیں، اور بعض صاحب حیثیت لوگ ان کی مدد کرتے ہیں۔

پاکستان اور دیگر مسلم معاشروں میں خاندانی تصور بحمد اللہ بہت مضبوط ہوتا ہے، ماں باپ مرتے دم تک اپنی اولاد کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے سامنے ہی اپنی پوری زندگی گذارتے ہیں، اپنے پوتے

پوتیوں کو نظروں کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں، ہمیشہ اپنے گھر میں ہی رہنا چاہتے ہیں، لیکن بعض اوقات ناخلف اور نافرمان اولاد مغرب کی پیروی کرتے ہوئے اپنے والدین کو اولڈ ہومز میں چھوڑ آتی ہے، اولڈ ہومز میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہے، جن میں اچھی خاصی شرح بوڑھی ماؤں کی بھی ہے۔

ماں بچے کو پیٹ میں رکھ کر نو مہینے تکلیفیں برداشت کرتی ہے، جبکہ پیدائش کے وقت اسے زندگی اور موت کی کشمکش سے گذرنا پڑتا ہے، کئی مائیں تکلیف کی شدت سے دنیا چھوڑ جاتی ہیں، اتنی پریشانیوں کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے اور بچے پر صرف ایک نظر پڑتے ہی ماں اپنے سارے دکھ درد بھول جاتی ہے، پھر اسے سال دو سال تک دودھ پلاتی ہے۔

سردیوں کی راتوں میں ماں خود ٹھنڈی جگہ سوتی ہے اور اپنے جگر گوشے کو گرم جگہ سلاتی ہے، راتوں کی نیند قربان کرتی ہے، خود ٹھنڈ سے کپکپاتی ہے اور اپنے بچے کو گرم لحاف میں سلاتی ہے، بچے کو راحت پہنچانے کے لئے ہر طرح جتن کرتی ہے۔

جوانی میں جب بچہ گھر سے باہر جاتا ہے واپس آنے تک ماں اس کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہے، اگر بچہ گھر واپس آنے میں کچھ تاخیر کردے تو ماں کا دل بے قرار ہوجاتا ہے، اس کی نظریں دروازے کی طرف لگی رہتی ہیں، جب بچہ گھر لوٹتا ہے تو اسے آغوش میں لیکر اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے۔ امتحانوں اور انٹرویوز سے پہلے ماں اپنے بچے کے لئے گڑگڑا کر دعائیں مانگتی ہے اپنے بچے کی کامیابی کے لئے منتیں مانتی ہے، اور جب بچہ کامیاب ہوجاتا ہے تو اسے دنیا بھر کی ساری خوشیاں حاصل ہوجاتی ہیں۔

ایک وقت آتا ہے جب ماں کی آنکھوں کا تارا خود بھی صاحب اولاد ہوجاتا ہے، ماں دادی بن جاتی ہے، دادی کو اپنے پوتوں سے بھی پیار ہوتا ہے، ان کے ساتھ کھیل کر اپنا دل بہلاتی ہے، البتہ بیٹے کو ماں سے زیادہ پیار اپنے بچوں سے ہوجاتا ہے، یہاں سے اُس کے رویے میں تغیر شروع ہوجاتا ہے، ماں کی محبت کم ہوتی چلی جاتی ہے، رفتہ رفتہ اسے ماں بوجھ لگنے لگتی ہے، اسے سکون اپنے بچوں کو دیکھ کر آتا ہے، ماں کی طرف دیکھ کر اسے ایک طرح سے گھٹن سی محسوس ہوتی ہے، پھر رہی سہی کسر اس کی بیوی پوری کردیتی ہے جو آئے دن اپنی ساس کی مختلف شکایات اپنے شوہر سے کرتی رہتی ہے، کبھی کھانسنے کی شکایت، کبھی زیادہ بیماری کی شکایت، کبھی اس سے بدتمیزی کی شکایت، بیٹا روز روز یہ شکایتیں سن کر بیزار ہوجاتا ہے، اور بے رحم، سنگدل، نافرمان اور

احسان فراموش بیٹا ایک دن اپنی ماں کو رشتہ داروں کے گھر کا بہانہ بنا کر اولڈ ہوم چھوڑ آتا ہے۔

بوڑھی ماں اولڈ ہوم میں اکیلی رہ جاتی ہے، وہ ماں جسے اپنے بیٹے سے بہت پیار تھا، بیٹا اس کا سب کچھ تھا، وہی اس کی کل کائنات تھا، وہ اسے اولڈ ہوم میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے، بوڑھی ماں کبھی اپنی اولاد کو یاد کر کے آنسو بہاتی ہے، کبھی اپنے پوتوں کو یاد کر کے رونے لگتی ہے، کبھی بہو کی ستم ظریفی کو یاد کر کے سسکیاں بھرتی ہے اور اسی رنج وغم میں زندگی کے باقی دن سسک سسک کر گذار دیتی ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں جو اولڈ ہومز بنے ہوئے ہیں وہاں پس پردہ ان ہی حالات کی کارفرمائی ہے، مغربی ممالک میں اولڈ ہومز کا تصور بہت زیادہ ہے، اور وہاں ماں باپ کو اولڈ ہومز میں چھوڑ دینا معمول کی بات ہے، البتہ پاکستان میں ماضی قریب تک اس کا تصور بہت کم تھا، لیکن حالیہ عرصے میں والدین کو اولڈ ہومز میں چھوڑنے کی شرح میں اضافہ ہوگیا ہے، اور مختلف حیلے بہانوں سے ان کو اولڈ ہومز کے حوالے کیا جارہا ہے، بیٹے یہ نہیں سوچتے کہ آج وہ اپنے ماں باپ کو اولڈ ہومز کے حوالے کر رہے ہیں کل ان کے بیٹے بھی انہیں اولڈ ہومز کے حوالے کریں گے، اسی طرح بہو اپنی ساس کی ذرا ذرا سی بات کو بڑھا چڑھا کر اپنے شوہر کے سامنے پیش کرتی ہے، کل وہ خود بھی اپنی بہو کی ساس بنے گی، آج اپنی ساس کے ساتھ جو معاملہ کرے گی کل اس کی بہو بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گی، یہ سب مکافاۃ عمل ہے، انسان آج جو بوئے گا وہ کل کو کاٹے گا بھی۔

دین اسلام نے والدین کے حقوق بہت تاکید اور اہتمام سے بیان کئے ہیں، قرآن مجید میں انسانوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، وجہ اس کی یہ بیان کی گئی ہے کہ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا، (سورۃ الاحقاف: ۱۵) یعنی ماں نے حمل کے وقت بھی تکلیفیں برداشت کیں اور زچگی کے دوران بھی بہت تکلیفیں اٹھائیں

لہذا جب تمہیں اتنی تکلیفوں کے بعد پالا پوسا تو تم ان تکلیفوں کو یاد کر کے اپنی ماں کو مت ستاؤ اور ہمیشہ ان کا خیال رکھو۔

حدیث نبوی کا مضمون ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: (اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس

نے کہا: اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے کہا: اس کے بعد؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے کہا: اس کے بعد؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا والد) اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے بیان کیا ہے۔ (بخاری: ۶۲۶۵ مسلم: ۸۴۵۲)

اس حدیث کے اندر ماں کا حق تین مرتبہ بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد باپ کا حق بیان کیا گیا ہے، یعنی حقوق کے معاملے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی پہلے آتا ہے، باپ چونکہ طاقت ور ہوتا ہے اس لئے بہت سارے مواقع میں وہ اپنے حقوق خود بھی حاصل کرسکتا ہے اور والدہ چونکہ کمزور ہوتی ہے وہ اپنا حق خود حاصل نہیں کرسکتی لہذا ماں کے ساتھ زیادہ شفقت اور مہربانی کا حکم دیا گیا ہے۔

ماں باپ کی عظمت سے متعلق ایک اور حدیث مبارک ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور جہاد کے لئے اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: (کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟) تو اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کی خدمت کر کے جہاد کا درجہ حاصل کرو۔ (بخاری ۲۴۸۲ مسلم ۹۴۵۲)

اس حدیث کے اندر ماں باپ کے ہوتے ہوئے اس شخص کو جہاد کے بجائے ماں باپ کی خدمت کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ کیونکہ جہاد کے لئے دوسرے مسلمان بھی جاسکتے ہیں لیکن ماں باپ کی جو خدمت اولاد کرسکتی ہے کوئی اور نہیں کرسکتا۔

ایسی سنگدل اور بے رحم اولاد جو اپنے ماں باپ کو اولڈ ہومز کے حوالہ کرتی ہے اُسے اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے قرآن مجید میں ہے، فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ تم انہیں اف تک نہ کہو۔ (ال اسراء: ۲۳)

اولڈ ہوم میں پہنچ کر تو والدین کے آنسو نہیں رکتے، ان کا دل غم سے بھرا ہوا ہوتا ہے، انتہائی بے بسی اور بے کسی کے عالم میں خدا سے اپنی فریاد کرتے ہیں تو ان کی آہ کیوں نہ لگے گی، ایسے لوگ دنیا میں بھی عبرت کا نشان بنتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی عزت وتکریم کے شرف سے نوازے۔ آمین۔

☆☆☆

# امارت ایک امانت ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے عامل نہ بنائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا: اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے، سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قیصر و کسریٰ کے خزانے آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں تھے لیکن تقویٰ کا یہ حال تھا کہ کسی سے پانی مانگا تو اس نے شہد کا شربت بنا کر پیش کیا تو پیالے کو ہاتھ میں لے کر تین بار فرمایا "اگر اسے پی لوں گا تو اس کی مٹھاس چلی جائے گی اور اس کی تلخی (آخرت کا عذاب) باقی رہے گی" یہ کہہ کر وہ پیالہ کسی دوسرے شخص کو دیا اس نے وہ پی لیا۔ (اسد الغابہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بذات خود بہت دولت مند تھے لیکن جب خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو انتہائی سادہ زندگی بسر کرنے لگے، عام لوگوں کی طرح مسجد میں سر کے نیچے اپنی چادر رکھ کر سو جاتے، جب اُٹھتے تو بدن پر کنکریوں کے نشان بنے ہوتے۔ (الریاض النضرہ)


## سونا برانڈ

**الٰہی فلور مل**: کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

پلاٹ نمبر D-1، 10, 11 سیکٹر 21 کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

فون نمبر: 35016664, 35016665, 35011771۔ موبائل: 0300-8245793

# جن جانوروں کا دنیا میں حق ادا نہ کیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے جب کہ (دنیا میں) ان کا حق ادا نہ کیا ہوگا، وہ اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور بکریاں اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹی ہو کر آئیں گی جب کہ (دنیا میں) ان کا حق ادا نہ کیا ہوگا، وہ اپنے مالک کو اپنے کھُروں سے روندیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی اور فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ پانی پلا کر دودھ نکالا جائے اور قیامت کے دن تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نہ آئے کہ بکری اس کی گردن پر ہو اور پھر وہ پکارے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ اب میں تیرے متعلق کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں پہنچا چکا اور نہ آئے کوئی شخص اونٹ لے کر اس حال میں کہ وہ اونٹ اس کی گردن پر سوار ہو اور چلا رہا ہو پھر وہ پکارے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدد کیجئے اور میں کہوں کہ اب میں تیرے بارے میں اللہ کے ہاں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو اللہ کا حکم پہنچا چکا۔

(صحیح بخاری)


**شمیم احمد جیولرز**

دکان نمبر: 10 علی سینٹر، بالمقابل مسلم کمرشل بینک، طارق روڈ، کراچی

فون: 9221-34532167، فیکس 922134537915+

تحریر و تخریج: ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی
[illegible]

# کرپٹوکرنسی اور یورپی یونین کی "میکا" ریگولیشن

(ساتویں قسط)

## بٹ کوائن کو جوے کی مدد سے مزید مشہور کیا گیا اور جوے میں اس کا استعمال

دنیا کی سب سے بڑی کرپٹوکرنسی یعنی بٹ کوائن کو جوے کی مدد سے مزید مشہور کیا گیا (۱)۔ مختصراً یہ کہ بٹ کوائن کو مارکیٹ میں لانچ کرنے کے بعد پہلے کچھ سالوں کے اندر لوگوں نے زیادہ جوش وخروش نہیں دکھایا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ شروع کے پہلے سالوں میں بہت ہی کم ٹرانزیکشنز ہوئیں۔ پھر ایک جوے کی ویب سائٹ ساتوشی ڈائس SatoshiDice لانچ کی گئی جس کے ذریعے لوگوں کو بٹ کوائن کے بارے میں مزید معلوم ہوا اور انہوں نے بڑھ چڑھ کر بٹ کوائن کو جوے میں استعمال کرنا شروع کیا۔ ساتوشی ڈائس نامی ویب سائٹ نے لوگوں کو ان کی توقع سے زیادہ جوے کی رقم لوٹائی جس کے اندر دس گنا، سوگنا اور ہزار گنا سے زیادہ نفع شامل تھا۔ مثلاً کسی نے ۵ بٹ کوائن اس ساتوشی ڈائس نامی ویب سائٹ پر جوے میں لگائے یعنی ویب سائٹ پر دیئے گئے ایڈریس پر بھیجے تو جوے میں جیتنے کی صورت میں اس کو ۵۰، ۵۰۰، یا ۵۰۰۰ بٹ کوائن ملے۔ جون ۲۰۱۲ء کے اندر ایک ایسا وقت بھی آیا جب روزانہ کے حساب سے ساٹھ ہزار سے زیادہ ٹرانزیکشن ہوئیں اور ان

(۱)Satoshi Dice, https//:satoshidice.com/

کو بٹ کوائن کی بلاک چین کا حصہ بنایا گیا اور پھر لوگوں نے اس کے بارے میں جانا (۱)۔ بٹ کوائن کا اگر ہم اس دور میں جائزہ لیں تو زیادہ تر ٹرانزیکشن جوے سے ہی متعلق تھیں اور بٹ کوائن کا وسیع استعمال جوے کے اندر کیا گیا۔اس کا لازمی نتیجہ نکلا کہ لوگوں نے عالمی سطح پر بٹ کوائن کے اندر زیادہ دلچسپی لینا شروع کی اور چونکہ بٹ کوائن کا کوڈ مفت میں ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے، اس وجہ سے لوگوں نے اس کوڈ کو لے کر اس کی بنیاد پر دیگر کرپٹو کرنسیوں کی بھی بنیاد رکھی۔

## کیا کرپٹو کرنسی، کرنسی کے بنیادی اوصاف پر پورا اترتی ہے؟

یورپی یونین کی اقتصادی اور مالیاتی امور کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ یورپین پارلیمنٹ میں جمع کروائی ہے جس میں عالمی معاشی ماہرین کے مطابق ڈیجیٹل کرنسیوں کو بطور آلہ مبادلہ Medium of Exchange استعمال نہیں کیا جارہا اور نہ ہی کیا جاسکتا ہے(۲)۔ نیز کرپٹو کرنسیوں کو بطور قدر شمار کرنے کے Unit of Account استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔خلاصہ یہ کہ کرپٹو کرنسیاں، کرنسی کے بنیادی اوصاف پر پورا نہیں اترتیں۔ایک اور سائنسی تحقیق کے مطابق بٹ کوائن کو بطور کرنسی استعمال نہیں کیا جارہا اور نہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ تقریباً دو سے پانچ فیصد لوگوں نے بٹ کوائن کو چیزوں اور اشیاء کی خریداری کیلئے استعمال کیا۔ جبکہ پچانوے فیصد لوگوں نے اس کو بطور سرمایہ کاری کے استعمال کیا(۳)۔ یورپی سپروائزری اتھارٹیز صارفین کو خبردار کرتی ہیں کہ بہت سے کرپٹو اثاثے انتہائی رسکی اور سٹے بازی یعنی قیاس آرائی پر مبنی ہیں۔ یہ زیادہ تر ریٹیل صارفین

---

(۱)Satoshi Dice, https//:satoshidice.com/

(۲)GERBA, E. and RUBIO, M※※Virtual Money: How Much do Cryptocurrencies Alter the Fundamental Functions of Money※※Study for the Committee on Economic and Monetary Affairs, Policy Department for Economic, Scientific and Quality of Life Policies, European Parliament, Luxembourg, 2019.

(۳)Dirk G. Baur, KiHoon Hong, Adrian D. Lee, Bitcoin: Medium of exchange or speculative assets※※Journal of International Financial Markets, Institutions and Money, Volume 54, 2018.

کے لیے بطور سرمایہ کاری یا ادائیگی یا تبادلے کے لئے موزوں نہیں ہیں (۱)۔

عالمی معاشی ماہرین نے کئی سائنسی تحقیقات کیں ہیں جن کے اندر اس بات کا تجزیہ کیا ہے کہ بٹ کوائن کرپٹو کرنسی دیگر کرنسیوں اور اثاثوں کے مقابلے میں کیسی ہے۔ایک سائنسی تحقیق اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ بٹ کوائن سونا Gold اور امریکی ڈالر US Dollar اور دیگر اثاثوں سے کسی طرح بھی مماثلت نہیں رکھتا۔ (۲) ایک دوسری سائنسی تحقیق اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ دیگر ۱۶ اقسام کے دیگر روایتی اثاثوں جن میں قیمتی دھاتیں، کرنسی، بونڈ وغیرہ (Bond, Energy, Equity, Metal,Currency) کے مقابلے میں کرپٹو کرنسی ہرگز مماثلت نہیں رکھتی اور بہت زیادہ ریٹرن دیتی اور اتار چڑھاؤ بہت زیادہ ہے۔

## کیا کرپٹو کرنسیوں سے سافٹ ویئر کی طرح ذاتی انتفاع حاصل کیا جاسکتا ہے؟

سافٹ ویئرز کی اپنی قدر ہوتی ہے،ان کا استعمال کیا جاتا ہے، ان سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور ان کی خرید وفروخت بھی کی جاسکتی ہے۔مثلاً ایڈوبی سافٹ ویئر کو گرافک ڈیزائنگ میں استعمال کیا جاتا ہے اور اوریکل سافٹ ویئر کے ذریعے سے ریکارڈ کو محفوظ کیا جاتا ہے۔جب ہم "بٹ کوائن بلاک چین سافٹ ویئر" کی بات کرتے ہیں تو اصل میں ہم ایک "بلاک چین" سافٹ ویئر کی بات کر رہے ہوتے ہیں یعنی ایک ایسا سافٹ ویئر جس کے اندر ریکارڈ (یعنی بٹ کوائن) کا اندراج کیا گیا ہے۔لہذا بلاک چین سافٹ ویئر کو دوسرے سافٹ ویئر جیسے ڈیٹا بیس مینجمنٹ سسٹم پر محمول کیا جاسکتا ہے۔مگر "بٹ کوائن کرپٹو کرنسی" بذاتِ خود کوئی سافٹ ویئر نہیں ہے، نہ اس کو سافٹ ویئر کی طرح استعمال کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے ذاتی انتفاع حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ یہ دوسرے کمپیوٹر پروگرامز اور ایپلیکیشنز کی طرح ہے۔بٹ کوائن کرپٹو کرنسی محض چند نمبروں کا "بٹ کوائن بلاک چین سافٹ ویئر" میں اندراج ہے۔لہذا "بٹ کوائن کرپٹو کرنسی" نہ ہی حسّی وجود رکھتی ہے اور نہ ہی ڈیجیٹل وجود، اس سے ذاتی انتفاع بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا، اس کی اپنی ذاتی کچھ قدر نہیں اور یہ محض تصوراتی

(۱)European Supervisory Authorities Warnings on Cryptocurrency, Source: https://www.eba.europa.eu/eu-financial-regulators-warn-consumers-risks-crypto-assets

(۲)Dirk G. Baur, Thomas Dimpfl, Konstantin Kuck, Bitcoin, gold and the US dollar A replication and extension, Finance Research Letters, Volume 25,June 2018,Pages 103-110.

نمبروں کا "بٹ کوائن بلاک چین سافٹ ویئر" میں اندراج ہے۔ آپ اسی "بٹ کوائن سافٹ ویئر" کے کوڈ کو لے لیجیے اور اس کے اندر بٹ کوائن کے بجائے محض تصوراتی زمینوں کی ملکیت کا اندراج کر دیجیے تو کیا محض تصوراتی زمینوں کے بلاک چین سافٹ ویئر میں اندراج سے کوئی حقیقی طور پر زمین کا مالک بن جائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں! بس یہی کچھ حال بٹ کوائن کرپٹو کرنسی کا ہے کہ سب سے پہلے جس نے مائننگ کی اس کو بطور انعام ۵۰ بٹ کوائن BTC تخلیق کر کے دیئے گئے یعنی یہ فرض کر لیا گیا کہ جو مائننگ میں کامیاب ہوگا اس کے ان ۵۰ بٹ کوائن کا اندراج بٹ کوائن بلاک چین سافٹ ویئر میں اس کے ایڈریس کے ساتھ کر دیا گیا۔

## کرپٹو کرنسی کافی حد تک لاٹری ہے

مارک کارنی جو کہ بینک آف کینیڈا کے ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۳ء تک گورنر رہے اور پھر ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۸ء تک بینک آف انگلینڈ کے گورنر رہے، نے اسکاٹش اکنامکس کانفرنس ایڈنبرا یونیورسٹی، برطانیہ میں مارچ ۲۰۱۸ء میں اپنے خطاب بعنوان "زر کا مستقبل" یعنی The Future of Money میں بہت ہی واشگاف الفاظ میں کہا کہ "کرپٹو کرنسی کافی حد تک لاٹری ہے" یعنی آسان الفاظ میں کرپٹو کرنسی جوا، قمار، میسر یعنی Gambling کی شکل ہے۔ اُن کا یہ خطاب بینک آف انگلینڈ کی ویب سائٹ پر تحریری شکل میں بھی موجود ہے(۱)۔

## کیوں عالمی معاشی ماہرین اور سائنسدان کرپٹو کرنسی کو جوے اور سٹے بازی کی بدترین شکل کہتے ہیں؟

کیوں عالمی معاشی ماہرین اور سائنسدان کرپٹو کرنسی کو جوے اور سٹے بازی کی بدترین شکل کہتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ دیکھیے جوا، لاٹری، اور سٹے بازی غیر مسلم ممالک میں قانونی طور پر رائج ہے۔ امریکہ کا شہر لاس ویگس Las Vegas اور یورپی ملک موناکو Monaco جوے خانوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں اور پوری دنیا ان دو جگہوں پر جوا کھیلنے آتی ہے۔ چاہے لاس ویگس ہو، موناکو ہو یا دنیا کا کوئی بھی ملک ہو، اگر کسی کو جوا خانہ کھولنا ہے تو اس کو اس طرح کی جوے کی مشین اور کھیل رکھنے ہوں گے جن میں جوا کھیلنے والے صارفین کے حقوق کا بھی خیال رکھا گیا ہو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ زید نے لاس ویگس میں ایک جوا خانہ

---

(۱)Mark Carney(Bank of England Governor)(The Future of Money, Bank of England, 2018.Link: https//:www.bankofengland.co. uk/speech/2018/mark-carney -speech-to-the -inaugural -scottish-economics-conference

کھولا اور اس میں جُوا کھیلنے والے صارفین ہمیشہ جُوا ہار جائیں۔ اگر اس طرح ہوگا تو قانونی طور پر ایسے جوے خانے کو بند کردیا جائے گا یعنی جُوا کھیلنے والے صارفین کو جیت اور ہار کے برابر مواقع ملنے چاہییں اور حکومت ان جوے خانوں کو ریگولیٹ کرتی ہے کہ کوئی جوے خانہ کا مالک صارفین کو ہمیشہ نقصان نہ پہنچائے اور صارفین کے حقوق کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل کرپٹوکرنسی کے اندر جب کوئی صارف سرمایہ کاری کرتا ہے یعنی جُوا اور سٹے بازی کرتا ہے تو صارفین کے حقوق کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا اور جُوا اور سٹے بازی کرنے والے صارفین سخت خسارے میں جاتے ہیں اور حکومت کرپٹوکرنسی کے مالکان کو پکڑ بھی نہیں سکتی اور ان کے خلاف ایکشن بھی نہیں لے سکتی۔ اسی وجہ سے کرپٹوکرنسی کو جوے اور سٹے بازی کی بدترین شکل کہا جاتا ہے اور اس کو بطور جُوا بھی قانوناً ان غیر مسلم ممالک میں رائج نہیں کیا جارہا۔

## کرپٹوکرنسیوں میں دولت کی غیر مساویانہ تقسیم

آسان الفاظ میں اگر ہم اصلی دنیا کی معیشت Real world economy کی بات کریں تو ۲۰۱۸ء کے اعداد وشمار کے مطابق مجموعی طور پر ۳۸۸ افراد کے پاس آدھی دنیا سے زیادہ دولت تھی (حوالہ: Global World Databook 2018)[۱]۔ اور اگر ہم اصلی دنیا کی معیشت میں دولت کی تقسیم کے تازہ اعداد وشمار دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہے اور ان ممالک میں دولت کا بڑا حصہ صرف چند فیصد لوگوں کے پاس ہی مرتکز ہے (حوالہ: Global World Databook 2022)۔ لہٰذا اس معاشی عدم مساوات کو دیکھتے ہوئے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اصلی دنیا کی اس دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کو ختم کرنے کے لئے کرپٹوکرنسی ایک نیا متبادل عالمی معاشی نظام وجود میں لائی ہے جس کے اندر دولت صرف چند افراد کے پاس مرتکز نہیں ہوگی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دعوں اور نعروں میں معاشی ماہرین کی نظر میں کتنی جان ہے؟ کیا یہ نعرے واقعی حقائق پر مبنی ہیں؟ نیز عالمی معاشی ماہرین ان دعوں کو سائنسی طور پر کیسے پرکھتے ہیں؟ سب سے اہم اور

---

(۱)https//:www.credi t-suisse.com/about -us/en/reports-research/ global- wealth-report.html

بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا کرپٹوکرنسی اپنی موجودہ حالت میں ایک متبادل معیشت کا نظام دے سکتی ہے جس کے اندر دولت کی مساویانہ تقسیم ہو؟ جب ہم عالمی معاشی ماہرین اور محققین کی موجودہ سائنسی تحقیقات دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سائنسی تحقیقات اور حقائق ان نعروں اور دعوں سے بالکل مختلف اور برعکس تصویر پیش کرتے ہیں۔

| Cryptocurrency | Percentage | Cryptocurrency | Percentage |
|---|---|---|---|
| Bitcoin | 58% | Dash | 6% |
| Dogecoin | 44% | Bitcoin Cash | 25% |
| Litecoin | 37% | Ethereum | 76% |
| ZCash | 35% | Ethereum Classic | 43% |

ٹیبل نمبر ۱: ایک فیصد لوگوں (ایڈریس) کے پاس مجموعی طور پر کرپٹوکرنسی کی کُل ملکیت

ایک سائنسی تحقیق کے مطابق تین کرپٹوکرنسیوں یعنی ڈوج کوائن Dogecoin، زیڈکیش ZCash، اور ایتھریم کلاسک Ethereum Classic میں اکیاون فیصد سے زیادہ دولت سو سے کم لوگوں (ایڈریس) کے پاس مرتکز ہے(۱)۔ یعنی کرپٹوکرنسی کے اندر دولت کی تقسیم اصلی دنیا کی معیشت سے بھی بُری ہے (دیکھیے ٹیبل نمبر ۱ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ ایک فیصد لوگوں (ایڈریس) کے پاس مجموعی طور پر کرپٹو کرنسیوں کی کُل ملکیت کتنی ہے)۔

کرپٹوکرنسیاں اپنے دعوے کے برعکس معاشی آزادی اور دولت کی مساویانہ تقسیم صحیح طور پر حاصل نہیں کرسکیں اور کرپٹوکرنسیوں میں دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہے اور دولت محض چند لوگوں کے پاس مرتکز ہے۔ لہذا کرپٹوکرنسی سے متعلق جو دولت کی مساویانہ تقسیم کے دعوے کیے جاتے ہیں وہ سائنسی اور معاشی ماہرین کی نظر میں درست نہیں ہیں۔

☆☆☆

جاری ہے.....

(۱)Ashish Rajendra Sai, Jim Buckley and Andrew Le Gear, Characterizing Wealth Inequality in Cryptocurrencies, Frontiers in Blockchain, Vol. 4, Article 730122, December 2021.

جناب محمد عامل عثمانی صاحب
مکہ مکرمہ

# بھگت سنگھ سے محمد شکیل تک کا سفر

## فلمی ستاروں سے ملنے کے لئے جانے والا اسلام کے نور سے منور ہو گیا

یہاں ایک محفل میں ایک غیر معروف شخص کا بیان تھا۔ بعد ازاں میں نے ان کا تعارف جاننا چاہا تو ساتھیوں نے کہا کہ یہ نومسلم ہیں بہتر ہے کہ یہ خود ہی اپنا تعارف کرا دیں گے۔ انھوں نے راقم کو بتانا شروع کیا کہ میرا نام بھگت سنگھ تھا میں دلی کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم اپنے علاقے سے ہی حاصل کی اور پولیس میں بھرتی ہو گیا۔ الحمدللہ ہماری زمین و جائیداد بھی بہت تھی جس سے بہت اچھے طریقے سے گھر چل رہا تھا۔ اچانک میری زندگی میں ایک ایسا دلفریب حادثہ پیش آیا جس نے میری کایا ہی پلٹ دی۔ میرا ایک دوست جو کہ دلی میں فلمی ڈائریکٹر تھا اور فلم اسٹار دھرمندر سے اس کی اچھی جان پہچان تھی۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے اپنے دوست سے درخواست کی کہ مجھے دھرمندر جی سے ملوا دے، اس نے کہا آپ آجاو ملوا دیتے ہیں، میں نے خوشی خوشی سامان پیک کیا، مہنگے ترین سوٹ خریدے کہ ایک فلم اسٹار سے ملنے جارہے ہیں ٹکٹ لینے پہنچا تو کیا دیکھا کہ میرے محلے کے کچھ مسلمان دوست وہاں موجود ہیں اور ٹکٹ خرید رہے ہیں، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بھی دلی جارہے ہیں اپنے تبلیغی دورے پر، مجھے اچھا لگا کہ چلو ساتھ مل گیا اپنے محلے کے لوگوں کا، جب ہم دلی پہنچے جونا بھٹی تبلیغی مرکز میں تو رات کا وقت تھا، ساتھیوں نے کہا صبح سویرے چلے جانا رات یہیں گزار لو، میں نے سوچا اچھا ہے مسجد میں رات گزارنے میں کوئی حرج نہیں ان کی محبت میں وہیں

بیٹھ گیا، ایک صاحب بیان کر رہے تھے اللہ کی قدرت اور اس کی شان پر مجھے بڑا تعجب ہوا ان کا بیان سن کر، وہ بیان میرے دل پر اثر کرنے لگا دوسرے دن بھی وہیں رک گیا، بیانات سنتا رہا، پھر تیسرے دن میں بدل ہی چکا تھا میرے اندر کا بھگت سنگھ کہیں دفن ہو چکا تھا اور مجھ پر یہ راز کھلا کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے، اسلام تو بھائی چارے کا سبق دیتا ہے جبکہ ہمارے گھرانوں میں اسلام کی کچھ اور ہی تصویر پیش کی جاتی تھی۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے ہدایت دے دی تھی اور یوں میں مسلمان ہو گیا اور میرا نام بھگت سنگھ سے بدل کر محمد شکیل رکھ دیا گیا پھر میں ان ہی کے ساتھ رک گیا۔

چالیس دن کے بعد گھر پہنچا تو میری داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور شلوار کرتا زیب تن تھا، سب کو خبر ہو گئی کہ بھگت سنگھ تو مسلمان ہو گیا۔ سب مجھے ملنے آئے مسلمان مجھے مبارکباد دینے آتے رہے اور میرے ہندو دوست مجھے کہتے کہ تم نے یہ کیا کر دیا حتی کہ چیف منسٹر صاحب نے بھی کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟۔ اس سوال پر کہ اب آپ کا گزر بسر کیسے ہوتا ہے لوگوں نے تو آپ کا بائیکاٹ کر دیا ہوگا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ یقیناً بہت سی مزاحمتیں ہوتی رہیں لیکن مجھ پر اللہ کا فضل ہے کہ میری تمام جائیداد پر کوئی حرف نہیں آیا اور خوب گزر بسر ہو رہی ہے۔ میرے بیوی بچے اور اکثر تقریباً خاندان والے بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اب میری تمام زندگی کا مقصد غیر مسلموں کو اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پیش کرنا ہے۔ غیر مسلم پیاسے بیٹھے ہیں بس وہ منتظر رہتے ہیں کہ کوئی ہو جو انھیں سیراب کرے یعنی دین اسلام کی پر امن تصویر پیش کرے۔ سعودی عرب کے بارے میں انھوں نے کہا کہ دل چاہتا رہتا ہے کہ بس حرمین شریفین آتا جاتا رہوں اور اللہ نے مجھے الحمد للہ آسانیاں دی ہوئی ہیں اور میں اکثر حاضری دیتا رہتا ہوں۔ محمد شکیل نے سعودی حکمرانوں کو ملک میں پر وقار ماحول اور امن امان کی مثبت تدابیر کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔

☆☆☆

قلم: سید عبدالرحمن شاہ حریفال ژوبی

# مادرِ علمی مدرسہ دار العلوم

جامعہ دارالعلوم کراچی کے ۱۴۴۵ھ کے فاضل مولوی سید عبدالرحمن شاہ حریفال ژوبی نے جامعہ کے بارے میں غیر منقوط تحریر ارسال کی ہے جس میں انہوں نے جامعہ کے متعدد شعبہ جات کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار عمدہ انداز میں کیا ہے۔ ضیافت طبع کے لئے یہ تحریر ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

مدرسہ دار العلوم ہمارے ملک کے اسلامی مدارس کا اک اہم، اعلی کردار کا حامل سرکردہ ادارہ ہے، وہ عصری اور اسلامی علوم کی عالمی درسگاہ اور علم و عمل کا گہوارہ ہے، سالہا سال سے اِدھر اسلامی دروس کا سلسلہ رواں دواں ہے، اور ہر گاہ سے علم کے راہرؤوں کی حصولِ علم کے لئے اِدھر آمد رہی ہے، اس مدرسے سے ملکی اور دوسرے ممالک کے لاکھوں علماء علم حاصل کر کے علمی طور سے محکم ہوئے اور اسلام کے داعی ہو کر عملی راہ کے راہی ہوئے، کوئی مُصلح ہو کر عوام کی اصلاح کر رہا ہے اور کوئی مدرّس ہو کر علم کے لعل و گوہر سے علم کے راہرؤوں کے صدور کو مرصّع کر رہا ہے۔

مدرسے کا ماحول اعلی اور عمدہ ہے، ہر راہیِ علم کو ہر طرح کا آرام اور سُکھ حاصل ہے، اِدھر کی ہر راہ اور سڑک طرح طرح کے معطّر گلوں سے مرصّع ہے، مدرسے کے وسط اک عمدہ طور کا "اللہ کا گھر" ہے، ہر مرحلے کے درس کے لئے الگ الگ درسگاہ ہے، مطالعہ کے لئے لاکھوں رسائل کا حامل

"آرام گاہ" ہے، طعام کے لئے آسودہ اور ہر طرح کے وسائل سے مالا مال "دارالمطالعہ" ہے، آرام کے لئے کھلا اور ہوادار "مطعم" ہے، "حرا" کے اسم سے موسوم لڑکوں کے لئے الگ سکول ہے، اسلامی مسائل سے آگاہی کے لئے "دارالمسائل و الاحکام" ہے، وہاں ماہر علماء کرام کا گروہ عوام کو اسلامی مسائل سے مطلع کررہا ہے اور وہاں سے ہر سائل کو اس کے مسئلے کا مکمّل و مدلّل حل مل رہا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسے سے اردو کا اک ماہوار علمی اور اصلاحی رسالہ صادر ہورہا ہے، وہ اصلاحِ اعمال اور عمدگیِ کردار کے لئے کارگر اور سود رساں رسالہ ہے اور مدرسے کے احوال سے آگاہی کے لئے کارآمد ہے۔ دارالعلوم کا ہر معلّم علم کا گوہرِ ساطع ہے، علوم عالی و آلی کا ماہر ہے، علم کا دلدادہ اور معاصی سے دور ہے، ہر راہیِ علم کا ہمدرد اور دکھ درد کے لمحے اس کا سہارا و مددگار رہے، ہر اک کے ہمراہ عمدہ سلوک روا رکھے ہوئے ہے، اور اس سے سگی اولاد کی طرح معاملہ کررہا ہے، اللہ ہمارے ہر معلم کو آسودہ حال اور ہردم مسکرائے رکھے اور ہم کو اس کے علم سے کامل حصہ عطا کرے۔

الحاصل مدرسہ دارالعلوم ہمارے لئے ماں کی طرح ہے اور ہم کو اس سے دلی لگاؤ ہے، اللہ ہی کا کرم ہوا کہ ہم اس مدرسے سے علم حاصل کرکے مسعود ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ اس مدرسے کو سدا دائم رکھے، اس کے علماء کو ہردم مسرور اور سکھی رکھے، ہر حاسد کے حسد اور ساحر کے سحر سے دور رکھے، اور اِدھر کے ہر راہیِ علم کی سعی کو کامگار کرے، اس کو اعلائے اسلام کے لئے کارآمد کرے اور اس کی ہر مدّعا اور مراد کو مکمّل کرے۔

☆☆☆

رضوان خالد

# مسلکِ اسلاف کا حصار

دارالعلوم کیا ہے ، یہ نعمت خُدا کی ہے
دارالعلوم رحمت و برکت خدا کی ہے

دارالعلوم مسلکِ اسلاف کا حصار
دارالعلوم مفتئِ اعظمؒ کا شاہکار

دارالعلوم عظمتِ اسلام کا نشاں
دارالعلوم دینِ خدا کا ہے پاسباں

دارالعلوم ارض پہ ایسی ہے کہکشاں
دارالعلوم جس سے منور ہے کل جہاں

دارالعلوم حضرتِ یاسینؒ کا خواب ہے
دارالعلوم انورؒ و اشرفؒ کی تاب ہے

دارالعلوم مہر و وفا کی ہے داستاں
دارالعلوم رونق و نکہت کا گلستاں

دارالعلوم قلبِ محمد شفیعؒ ہے
دارالعلوم سوزِ محمد رفیعؒ ہے

دارالعلوم روح ہیں تیری مرے تقی
دارالعلوم فخر ترا شیخ عارفیؒ

دارالعلوم ظلمتِ شب میں سحر کا نام
دارالعلوم کیا ہے، یہ اک معتدل نظام

دارالعلوم گردشِ دوراں سے دور ہے
"دارالعلوم نور ہے کیف و سُرور ہے"

دارالعلوم دینِ متیں کا عظیم باب
دارالعلوم کفر کا کرتا ہے سدِّ باب

دارالعلوم فیض تِرا پھیلے چار سُو
دارالعلوم یوں ہی رہے شاد باد تو

☆☆☆

مولانا ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثمانی صاحب

# آپ کا سوال

قارئین صرف ایسے سوالات ارسال فرمائیں جو عام دلچسپی رکھتے ہوں اور جن کا ہماری زندگی سے تعلق ہو، مشہور اور اختلافی مسائل سے گریز فرمائیں۔..........................(ادارہ)

**سوال:** کیا والدین کی طرف سے ایک بھائی قربانی کرسکتا ہے جب کہ نان ونفقہ ہم سب دیتے ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! والدین کی طرف سے قربانی بلاشبہ کی جاسکتی ہے، اگر ان پر واجب نہیں ہے تو ان کی طرف سے نفلی قربانی کی جاسکتی ہے، ثواب ان کو بھی ملے گا اور کرنے والوں کو بھی، لیکن ان کی طرف سے قربانی کرنے پر اپنی طرف سے جو قربانی کرنا واجب ہے وہ ساقط نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عثمانی جلد ۴ صفحہ ۹۰)

**سوال:** ایک جانور جو دوسرے مویشیوں کے ساتھ جنگل میں چرنے جاسکتا ہے، مثلاً ایک اونٹ جو بار اُٹھانے کے قابل ہے مگر لنگڑا پن بھی اس میں ہے تو یہ جانور قربانی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** اگر وہ تھوڑے سے لنگڑے پن کے باوجود چلنے پھرنے کے قابل ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ عثمانی جلد ۴ صفحہ ۱۰۵)

**سوال:** اگر کوئی دوست یا رشتہ دار عید کو بکرا ذبح کرائے تو ذبح کرنے کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ اُجرت کس پر ہے؟

**جواب:** ذبح کرانے کی اُجرت اسی کے ذمے ہے جس کی طرف سے ذبح کیا جارہا ہے، لہٰذا یہ اُجرت لینا درست ہے۔ (فتاویٰ عثمانی جلد ۴ صفحہ ۱۳۱)



CamScanner

**سوال:** قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، کیا سارا گوشت خود کھالینا جائز ہے؟

**جواب:** قربانی کے گوشت بارے میں مستحب یہ ہے کہ اس کے تین حصے کیئے جائیں، ایک حصہ اپنا، ایک غریبوں کا اور ایک رشتہ داروں کا، لیکن اگر کسی جگہ غرباء دستیاب نہ ہوں تو سارا گوشت خود کھانا یا رشتہ داروں کو کھلا دینا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ عثمانی جلد ۴ صفحہ ۱۳۱)

☆☆☆


مسنون اعمال اور نبوی دعاؤں کا اہتمام.......... پریشانیوں کے حل اور مرادیں پوری کروانے کا آسان حل

نماز سے پہلے، نماز کے دوران اور نماز کے بعد کی مسنون دعاؤں کے ذریعے پریشانیاں حل کرانے کے لیے ایک مفید کتاب

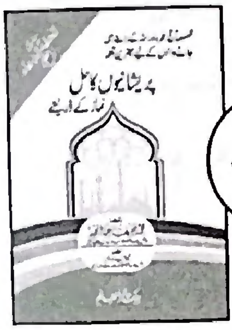

صرف
125/-

★ وضو، اذان گھر سے نکلنے، نماز کے لیے جانے اور مسجد میں داخل ہونے سے متعلق 16 دعائیں
★ تکبیر تحریمہ، رکوع، قومہ، سجدہ اور سلام سے پہلے کی 21 دعائیں
★ سلام کے بعد کی دو تسبیحات اور 12 دعائیں

صرف
195/-

مرادیں پوری کروانے کے لیے مسنون اعمال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی دعاؤں پر مشتمل ایک قیمتی تحفہ

★ مرادیں پوری کروانے کے 19 مسنون اعمال
★ مرادیں پوری کروانے کی 27 مسنون دعائیں

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

بیت العلم (ٹرسٹ) رابطہ نمبر: 2228089-309-92+، 8566511-321-92+ برائے تجاویز: 2583196-322-92+
Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

مولانا راحت علی ہاشمی صاحب

# جامعہ دار العلوم کراچی کے شب و روز

## جدید داخلے

جامعہ دار العلوم کراچی کے شعبۂ درس نظامی وتخصصات میں جدید داخلہ کارروائی کا سلسلہ ۸ر شوال ۱۴۴۵ھ سے شروع ہوکر ماہ شوال کے آخر میں اختتام پذیر ہوا۔

سال گذشتہ کی طرح اس سال بھی حسب ہدایت رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم داخلہ کی کارروائی کا سلسلہ آن لائن رکھا گیا جس سے دور دراز کے طلبہ کو بالخصوص سہولت رہی اور امتحان داخلہ میں بھی آسانی رہی، والحمدللہ

## تدریب اللغۃ العربیہ

رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی ہدایت کے مطابق سال گذشتہ کی طرح رواں تعلیمی سال میں بھی مرحلۂ عامہ کے سال اول (درجۂ اولی) میں تمام طلبہ کو عربی میں پڑھایا جائے گا۔ اور ان طلبہ کو عربی سے مانوس کرانے کے لئے عید الاضحیٰ تک "الفترة التمهيدية" کے عنوان سے عربی تکلم کی مشق کرائی جائے گی۔ نیز اس سال السنۃ الثانیہ من العامۃ (درجہ ثانیہ) کے تمام طلبہ کو عربی ہی میں پڑھایا جائے گا۔ اور اس درجہ میں نیا داخلہ لینے والے طلبہ کو علیحدہ سے کچھ وقت دیکر عربی تکلم کی مشق کرائی جائے گی۔

## ایک ماہ میں حفظ قرآن کی سعادت

جامعہ دار العلوم کراچی کے الخاصة/ الثانية (درجہ رابعہ) کے ایک ہونہار سعادت مند طالب علم، رضوان خالد سلمہ ابن جناب محمد خالد صاحب گھوٹکی، نے رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ میں ایک ماہ کی قلیل مدت میں مکمل قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی، اللہ تعالیٰ انہیں بھی اور ان کے لواحقین کو بھی مبارک

فرمائیں، بلا شبہ اتنی قلیل مدت میں حفظ کی تکمیل، قرآنِ کریم کی اعجازی شان اور طالب علم کی خوبئ یادداشت اور لگن ومحنت کا ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو مزید علمی وعملی ترقیات سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

## درس قرآن کی مجلس

رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم رمضان المبارک میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے ہیں، یہ ریکارڈ ہوجاتا ہے اور الحمدللہ آسان تفسیر قرآن کے نام سے شائع بھی ہورہا ہے۔ پہلے یہ درس قرآن رمضان المبارک ہی میں ہورہا تھا، اب یہ سلسلہ دوران سال ہر اتوار کو ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور حضرت والا مدظلہم کو صحت وعافیت کے ساتھ تا دیر سلامت رکھیں اور یہ آسان تفسیر بھی سہولت کے ساتھ پوری کرادیں۔ آمین۔

## مختصر تعلیمی پروگرام برائے حفاظ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت رئیس الجامعہ صاحب زید مجدہم کی خصوصی اجازت ودعاؤں سے ناظم مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں یکم محرم الحرام ۱۴۴۶ھ سے حفاظ کرام کے لئے مختصر عصری تعلیمی پروگرام کا آغاز کیا جارہا ہے، جس میں حفاظ طلبہ، جماعت ہشتم تک کی تعلیم کو تین سال کے مختصر دورانیے میں مکمل کرسکیں گے۔ اس سہ سالہ پروگرام کی تفصیل درج ذیل ہے:

لیول ۱: جماعت اول، دوم اور سوم   لیول ۲: جماعت چہارم، پنجم اور ششم

لیول ۳: جماعت ہفتم وہشتم

ہر لیول تین سمسٹر پر مشتمل ہوگا جبکہ ہر سمسٹر کا دورانیہ تین ماہ پر مشتمل ہوگا۔

ان تمام لیولز میں انگریزی، ریاضی، سائنس اور اردو کی جماعت ہشتم تک کی بھرپور تیاری کروائی جائے گی، اس کے ساتھ دورِ حاضر کی ضروریات کے اعتبار سے بچوں کو انگریزی بول چال اور کمپیوٹر کی بنیادی اسکلز بھی سکھائی جائیں گی۔

اللہ رب العزت سے امید ہے مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ جامعہ دارالعلوم کا یہ شعبہ حفاظ کے لئے عصری علوم کی بہترین استعداد کے لئے بھرپور معاون ثابت ہوگا۔

## دعائے صحت

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاد مولانا حسان کلیم صاحب حفظہ اللہ گذشتہ دنوں علیل ہوگئے ، ان کا ایک آپریشن ہوا ہے ، جس سے طبیعت میں بہتری آرہی ہے ، ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جامعہ کے ابتدائی درجات کے ایک استاد مولانا سعد شبیر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے والد ماجد جناب شبیر احمد صاحب علیل ہیں، ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆☆☆

### کسی کو قرض دینا صدقہ سے افضل ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب اسراء (معراج کی رات) میں جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا ملے گا اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا اجر ملے گا۔ میں نے کہا اے جبرائیل! کیا وجہ ہے کہ قرض دینا صدقہ دینے سے افضل ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات سائل کے پاس کچھ ہوتا ہے پھر بھی وہ سوال کرتا ہے جبکہ قرض مانگنے والا بغیر حاجت کے قرض نہیں مانگتا۔ (سنن ابن ماجہ)

# جو کسی کا عذر قبول نہ کرے

حضرت جودان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے بھائی سے معذرت کرے اور وہ معذرت قبول (کر کے معاف) نہ کرے۔ تو اس کو محصول لینے والے کی خطاء کے برابر گناہ ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ)

تشریح: دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں جس سے خطا نہ ہوتی ہو، ہر انسان سے کسی نہ کسی صورت میں غلطی سرزد ہو جاتی ہے لیکن اگر غلطی کے بعد کوئی شخص معذرت کی طرف پلٹ آئے تو اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کی معذرت قبول کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرنا چاہئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص قیامت کی مصیبتوں سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ لوگوں سے درگزر کیا کرے اور انہیں معاف کر دیا کرے (مسلم)

Vital Group of Companies

Head office

Eastern Product Pvt Limited
Plot no.50&56, vital office
Dist. Bahawalnagar.Pakistan

UAN: +92 63 111 037 037
FAX: +92 63 2253426
EMAIL: info@vitaltea.com.pk
WEB : www.vitaltea.com.pk

ابو معاذ

# نقد و تبصرہ

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیے

تبصرہ نگار کا مؤلف کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

نام کتاب ............ کتابتِ قرآن کریم کے مختلف مراحل اور ان کا تاریخی پسِ منظر

نام مؤلف ............ مولانا ڈاکٹر قاری خلیل الرحمن صاحب، استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

ضخامت ............ ۵۸۴ صفحات، عمدہ طباعت۔ عام قیمت: /۱۲۰۰ روپے، خصوصی رعایتی قیمت: /۱۰۸۰ روپے

ناشر...... ادارۃ المعارف کراچی نمبر 14، احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

اس حقیقت میں ذرہ برابر بھی کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت تک باقی رہنے والا زندہ معجزہ ہے جو تقریباً ہر مسلمان گھرانے اور ہر مسجد میں موجود ہے، کوئی بھی شخص کسی بھی وقت اس کا مشاہدہ ومطالعہ کرسکتا ہے، یہ ایک ایسی لازوال کتابِ ہدایت ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب کائنات نے لے رکھی ہے، چنانچہ سورۃ الحجر آیت نمبر ۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَه لَحٰفِظُوْنَ "حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

قرآن کریم میں ہے: وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ (الانعام: ۹۲) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ (البقرۃ: ۲) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ (صٓ: ۲۹) یہ اور اس طرح کی متعدد آیات واضح طور پر یہ بتا رہی ہیں کہ جس طرح قرآن کریم کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں اسی طرح قرآن کریم کی موجودہ کتابت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے کیونکہ کتاب اصل میں مکتوب اور نقوش کا نام ہے اور

جب حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا کہ ہم نے یہ کتاب اُتاری ہے تو معلوم ہوا کہ یہ نقوش اور حروف بھی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو حفظ اور کتابت دونوں طریقوں سے محفوظ فرمادیا ہے۔

احادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قرآن پاک کے ایک ایک حرف کو پڑھنے کا طریقہ صحابہ کرام کو سکھایا اسی طرح کلام مجید کو لکھوانے کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اہتمام فرمایا، کتابتِ قرآن کریم کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو زریں ہدایات ارشاد فرمائیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ قرآن کریم کا خاص اہتمام فرماتے تھے اور اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی خاص تربیت پر بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے، علوم القرآن کی کتابوں میں احادیث طیبہ کے حوالے سے واضح طور پر لکھا ہے کہ قرآن کریم کی جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ وحی پر مامور صحابہ کرام میں سے کسی صحابی کو اپنے پاس بلاتے اور فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں لکھدو جس میں یہ یہ موضوع بیان ہوا ہے اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی آیات ایک ساتھ نازل ہوتیں تو فرماتے کہ ان آیات کو اس سورت میں رکھدو جس میں ایسا ایسا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم پورے کا پورا عہد رسالت میں لکھا ہوا صحابہ کرام کے پاس موجود تھا، پھر عہد صدیقی وعہد عثمانی میں صحابہ کرام نے قرآن مجید کو مصحف کی شکل میں مدون ومرتب کر کے اس کے متعدد صحائف اور نسخے تیار فرمائے جو آج تک امت کے پاس اصلی حالت میں موجود ہیں بلکہ قیامت تک محفوظ رہیں گے۔

زیرِ نظر کتاب میں اسی موضوع کو تحقیق کا مدار بنا کر بہت ہی محققانہ وفاضلانہ بحث کی گئی ہے درحقیقت یہ پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ، جناب مولانا قاری ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ڈیروی زید مجدہم نے مرتب فرمایا ہے، محقق مقالہ نگار اور خود مقالہ کے بارے میں علماء کرام اور اکابر اساتذہ کرام کی آراء کتاب کے شروع میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں جن سے مؤلِّف ومؤلَّف دونوں کی قدر ومنزلت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا:

"مولانا خلیل الرحمن ڈیروی صاحب ہمارے دارالعلوم کے خاص اساتذہ میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علومِ اسلامیہ میں فضل وکمال سے نوازا ہے، اس کے ساتھ ہی قرآن کریم کی مختلف قراآت کا خصوصی علم



CS CamScanner

عطا فرمایا ہے۔ "کتابتِ قرآن کریم کے مختلف مراحل اور ان کا تاریخی پس منظر" ان کا نہایت تحقیقی مقالہ ہے ،جس کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، قرآن کریم کی کتابت اور تاریخ پر کام کرنے والے حضرات کے لئے یہ ایک تحقیقی کتاب ہے جس سے وہ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرما کر اسے نافع بنائیں۔ آمین۔"

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

"عزیز مکرم مولانا خلیل الرحمن ڈیروی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جامعہ دارالعلوم کراچی کے تخصص فی القراآت کے نگران اور شعبۂ تجوید و قراآت کے قابل استاذ ہیں اور ایک عرصہ سے دین کے اس اہم شعبے میں گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موصوف زید مجدہم کو اپنے فن سے شغف ہے، اس لئے وہ قرآن مجید سے متعلق تمام ضروری علوم کی تحقیق کرتے رہتے ہیں اور اسے اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے ہیں، اس وقت میرے سامنے ان کی تحریر کردہ اہم کتاب "کتابتِ قرآن کے مختلف مراحل اور ان کا تاریخی پس منظر" ہے جو انہوں نے "وفاقی اردو یونیورسٹی" میں پی ایچ ڈی کے مقالے کے طور پر تحریر کی ہے اور شاید اردو میں یہ اپنے موضوع پر پہلی تحقیقی کتاب ہے جو مستند حوالہ جات سے مزین ہے.... کتاب کا اجمالی جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنی حد تک کوشش میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔"

مقالے کے مندرجات کا تعارف خود صاحب مقالہ نے کتاب کے آغاز میں تحریر فرمادیا ہے جس کو یہاں نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا، قارئین کتاب کا مطالعہ فرمائیں گے تو ان شاء اللہ ساری باتیں خود بخود سامنے آجائیں گی، تاہم کتاب کے اہم اہم مباحث یہ ہیں: کتابتِ قرآنِ کریم عہد نبوی اور عہدِ صحابہ میں، قرآن کریم کے رسم کے قواعد وضوابط، قرآن کریم کے ضبط کے اصول وقواعد، قرآن کریم کی باعتبار اجزاء مختلف جہات سے تقسیمات کی تفصیلات اور ان کا تحقیقی جائزہ، علمِ وقوف اور رُموزِ اوقاف۔

اس محقق و مدلل کاوش کے بارے میں حضرات اکابر دامت برکاتہم کی تحریرات ہی کافی ہیں، بس صرف اتنا عرض کیا جاسکتا ہے کہ راقم کو اس کے بالاستیعاب مطالعے سے الحمدللہ بہت فائدہ ہوا اور ایسی باتیں علم میں آئیں جن سے اس سے پہلے بندہ واقف نہیں تھا، نیز کوئی بھی ایسی بحث نظر سے نہیں گذری جس میں تشنگی کا احساس ہوتا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر ہر سطر پوری لگن اور توجہ سے تحریر کی گئی ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ قراءات اور علومِ قرآن کا شغف رکھنے والے قارئین کے لئے یہ قیمتی تحفہ ہے جس کی پذیرائی ہونی چاہیے۔ (ابومعاذ)

☆☆☆

# معزز لوگوں کی عزت کرو

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ سفید بالوں والے بوڑھے مسلمان کی عزت کی جائے اور قرآن کریم کے حامل (حافظ وعالم) کی عزت کی جائے سوائے اس میں غلو اور کمی (افراط وتفریط) کرنے والے کے اور یہ کہ عادل بادشاہ کی عزت کی جائے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا اعزاز کرو۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے روٹی کا ٹکڑا دیدیا پھر کچھ دیر کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے بٹھا کر کھانا کھلایا، لوگوں نے اس تفریق کو محسوس کیا اور اعتراض کرنے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: انزلو الناس منازلھم کہ ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق سلوک کرو (میں نے تو اس حکم پر عمل کیا ہے) (ابوداؤد)


اسٹینڈرڈ کلرز اینڈ کیمیکلز کارپوریشن

S-55 سائٹ، ہاکس بے روڈ، کراچی

فون نمبر: 021-32360055,56,57

UAN-11-11-PAINT